خطباتِ ترابی
جلد نہم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

فرشتوں کے
حالات وواقعات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ تَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ زمر سے آیت نمبر 75 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں۔اس کی ذات کسی کی عبادت کی محتاج نہیں۔رب تعالیٰ نے اتنی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں جن کا کوئی انسان شمار نہیں کر سکتا اور ایسی ایسی عجیب وغریب مخلوقات اس کائنات میں موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقلِ انسانی دنگ حیران رہ جاتی ہے اور رب تعالیٰ کے کرشمے پر عش عش کر اٹھتی ہے، انہی مخلوقات میں سے ایک بہت بڑی مخلوق فرشتے ہیں اور فرشتوں میں بھی مختلف مرتبہ اور مختلف کاموں پر مامور فرشتے ہیں۔اہل ایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ملائکہ موجود ہیں (اگرچہ وہ ہمیں نظر نہیں آتے) وہ انسانوں اور جنات سے علیحدہ مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخصوص امور کے لیے مقرر کیا ہوا ہے۔ فرشتے معصوم ہیں یعنی ان سے گناہ ممکن ہی نہیں۔

اور یہ بھی یادرہے کہ فرشتوں کے وجود کا انکار قرآن مجید کی آیات کا انکار ہے جن میں فرشتوں کا ذکر موجود ہے لہذا اگر کوئی مسلمان فرشتوں کے وجود کا انکار کردے تو دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔

محترم حضرات! آج میں آپ کی خدمت میں فرشتوں کا وجود قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت کروں گا اور ساتھ ساتھ فرشتوں کی تعداد اور ان کے کمالات بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

سب سے پہلے فرشتوں کا وجود قرآن مجید سے سنیے:

☆فرشتوں کا وجود قرآنی آیات سے:

القرآن: وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (سورۂ زُخرف، آیت 19)

ترجمہ: اورانھوں نے فرشتوں کو کہ رحمن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا

القرآن: بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (سورۂ انبیاء، آیت 20)

ترجمہ: بلکہ بندے ہیں (یہ فرشتے) عزت والے

ان کی بندگی کا یہ عالم ہے کہ

القرآن: يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ

ترجمہ: (فرشتے) رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے

(سورۃ الانبیاء، آیت 27)

القرآن: وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

(سورۂ زمر، آیت 75)

ترجمہ: اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کیے اپنے رب کی

تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔

القرآن: لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: (فرشتے) بات میں اس (اللہ) سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے (سورۃ الانبیاء، آیت 27)

القرآن: يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (سورۂ آل عمران، آیت 125)

ترجمہ: تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

☆ فرشتوں کے وجود پر ایمان واجب ہے:

القرآن: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ- كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ

ترجمہ: رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں کو

☆ فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ سے، انسانوں کو مٹی اور فرشتوں کو نور سے پیدا

فرمایا ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2996 نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جنات آگ کی لو سے اور آدم (علیہ السلام) اس شے سے جس سے تمہیں موصوف کیا جاتا ہے یعنی مٹی سے۔

☆فرشتوں کی کثرت:

فرشتوں کی اتنی تعداد ہے کہ ان کی حقیقی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔قرآن مجید میں فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا لشکر فرمایا گیا چنانچہ سورۂ مدثر کی آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ

ترجمہ: اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اب احادیث سنیئے:

1۔ایک پھونک سے لاکھوں فرشتے:

حدیث شریف = کنزالعمال شریف جلد 6 کے صفحہ نمبر 15171 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا فرمایا اور ان میں اپنی شان کے لائق پھونکتا ہے اور فرماتا ہے ہو جا تو وہ لاکھوں فرشتے بن جاتے ہیں۔ ان میں بعض مکھی سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔

2۔ آسمانوں میں ہر جگہ فرشتے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد اول کے صفحہ نمبر 11 پر حدیث نمبر 5 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کسی فرشتے کی پیشانی یا قدم نہ ہو پھر پڑھا ''وَ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ'' اور بے شک ہم صف بستہ ہیں۔

3۔ حضرت جبریل علیہ السلام اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں:

روایت = تفسیر کبیر جلد 5 کے صفحہ نمبر 395 پر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرش کے دائیں طرف ایک نور کی نہر ہے۔ ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور ساتوں سمندروں کے برابر ہے۔ اس میں روزانہ سحری کے وقت

حضرت جبریل علیہ السلام نہاتے ہیں جس سے ان کی نورانیت اور حسن و جمال میں اضافہ ہوجاتا ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں (حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ اگر ایک پر پھیلا دیں تو آسمان کے کنارے چھپ جائیں) جو قطرہ گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہزاروں فرشتے پیدا فرماتا ہے جن میں سے ستر ہزار فرشتے بیت المعمور جاتے ہیں پھر قیامت تک اس میں داخل نہ ہوں گے۔

☆فرشتوں کی تعداد:

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں اس آیت ''وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ'' کے تحت فرماتے ہیں:

انسان جنات کا دسواں حصہ ہے اور جن و انس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر پانچویں آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر چھٹے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب مل کر ساتویں آسمان کے فرشتوں کا دسواں

حصہ ہے اور یہ تمام فرشتے کرسی کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ وہ سب مل کر عرش کے ایک پردے کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں اور عرش کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے پر اسی قدر فرشتے ہیں اور یہ تمام فرشتے ان فرشتوں کے مقابلے میں جو عرش کے گرد گھومتے ہیں، ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں قطرہ ان کی تعداد خدا ہی جانتا ہے۔

☆فرشتے صورت بھی بدل سکتے ہیں:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 264 پر نقل ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''محکم'' میں فرماتے ہیں: جب کوئی فرشتہ کوئی شکل بدلتا ہے تو جس صورت میں چاہے آسکتا ہے۔ اس پر صورت کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر اس کے احکام جاری ہوں گے اور جب بات کرے گا تو جو اس صورت کے لائق ہوگی، وہی کہے گا، اس کی پاکیزگی برقرار رہے گی۔

حضرت جبریل علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ نے اصلی حالت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر میں سے صرف دو پروں نے سارا افق بھرا ہوا ہے اور یہی جبریل علیہ السلام ہیں جن کو حضرت بی بی مریم نے بشری لباس میں دیکھا تو ایک نوجوان انسان نظر آئے جیسے سورۂ مریم کی آیت نمبر 17 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

ترجمہ: تو ان سے ادھر ایک پردہ کرلیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا

اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام صحابی کی صورت میں بھی حاضر ہوتے چنانچہ اس پر حدیث شریف موجود ہے۔

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی جلد 4 کے صفحہ نمبر 88 پر حدیث نمبر 6801 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں نے جبریل علیہ السلام کو اپنے کمرے میں دیکھا جبکہ رسول اللہ ﷺ ان سے گفتگو فرما رہے تھے ،پس جب وہ داخل ہوئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یہ کون ہے؟ فرمایا: آپ کو کس سے مشابہ معلوم ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کی: دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) سے مشابہ معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آپ نے خیر کثیر کو دیکھا ہے۔ یہ جبریل علیہ السلام ہیں (ام المومنین فرماتی ہیں) پھر میں تھوڑی دیر وہاں ٹھہری، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ فرماتی ہیں تو میں نے عرض کی کہ ان

پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ عطا فرمائے بھلی مہمانی پر۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ فرشتے صورت بدل کر آسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار عطا فرمایا ہے۔ اب آپ کے سامنے مختلف فرشتوں کے نام اور ان کے کاموں کا ذکر کروں گا۔

☆ بارش کا فرشتہ:

مجمع الزوائد جلد 9 کے صفحہ نمبر 187 پر نقل ہے۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارش کے فرشتے نے رب تعالیٰ سے اجازت حاصل کی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر رسول اللہ ﷺ پر سلام پیش کرے جب یہ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس کوئی نہ آئے، اتنے میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو کہ بہت کم سن تھے) تشریف لائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یہ حسین رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنے دو۔ یہ آکر حضور ﷺ پر سوار ہو کر کھیلنے لگے۔ جب فرشتے نے یہ منظر دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان سے بہت محبت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ عرض کی: آپ کی اُمّت تو انہیں شہید کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں

آپ کو وہ جگہ دکھادوں پھر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مٹی کی ایک مٹھی اٹھالی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنی اوڑھنی میں باندھ لی۔

☆ داروغۂ جنت:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 128 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مشرکین نے حضور ﷺ کو فاقہ کا طعنہ دیا اور کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اس پر رسول پاک ﷺ غمگین ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے، بازاروں میں چلا کرتے تھے۔ جب جبریل علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ اچانک جبریل علیہ السلام کمزور ہو گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا: جبریل کیا بات ہے، تم کمزور کیوں ہو گئے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اچانک پہلی حالت پر آگئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ خوش ہوجائیں، یہ داروغۂ جنت حضرت رضوان علیہ السلام ہیں پھر حضرت رضوان علیہ

السلام نے آپ ﷺ کوسلام کیا۔

☆حضرت دیک علیہ السلام:

مجمع الزوائد جلد 8 کے صفحہ نمبر 134 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک دیک (فرشتہ) پیدا فرمایا ہے۔اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں اور اس کی کلغی عرش کے نیچے ہے۔اس کے پروں نے دونوں افق کوسمیٹا ہوا ہے۔جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے پھر کہتا ہے (اے مخلوقات) ملک قدوس کی تسبیح بیان کرو" پاک ہے ہمارا رب ملک قدوس ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔اس کی اس بات کو مغرب ومشرق کے درمیان جن وانس کے علاوہ سب سنتے ہیں۔زمین کے مرغ جب اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں اور اذان دیتے ہیں تو یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ اس کی (تسبیح) کی آواز سنتے ہیں"

☆منکر نکیر:

یہ دوفرشتے ہیں جنہیں نکیرین بھی کہا جاتا ہے۔یہ قبر کے سوالات پر معمور ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر میں حدیث شریف نقل ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے کالی آنکھوں والے آتے ہیں، جن میں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے، وہ دونوں اس مردہ سے سوالات کرتے ہیں۔

☆ کراماً کاتبین:

دو فرشتے ہر انسان کے دائیں اور بائیں طرف رہتے ہیں۔ ایک نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا برائیاں لکھتا ہے، انہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔

القرآن: وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ۙ﴿۱۰﴾ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ

ترجمہ: یقیناً تم پر نگہبان بزرگ لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو، وہ جانتے ہیں۔

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 204 پر نقل ہے۔ حضرت وہب الورد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے، جب کوئی فوت ہونے لگتا ہے تو اسے کراماً کاتبین نظر آتے ہیں۔ اگر اس مرنے والے نے نیکیوں بھری زندگی گزاری تو فرشتے اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف

سے جزائے خیر دے تو ہمارا بہترین ہم نشین تھا، بہت سی نیک مجلسوں میں تو نے ہمیں ہم نشین بنایا اور ہمارے سامنے نیک اعمال لایا اور نیک باتیں سنوائیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین ہم نشین کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اگر اس نے گناہوں بھری زندگی گزاری تو اس کی تعریف کی بجائے یہ کہتے ہیں تجھے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے تو نے ہمیں اکثر بری مجالس میں بٹھایا اور برے اعمال ہمارے سامنے پیش کیے، بری باتیں سنائیں' تجھے ہماری طرف سے بہترین ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے، جب گنہگار یہ باتیں سنتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

☆چار مقرب فرشتے:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تفسیر درمنثور کی جلد 6 کے صفحہ نمبر 311 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن ابن سابط علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معاملات دنیا کا انتظام کرنے والے چار فرشتے ہیں۔ حضرت جبریل، حضرت میکائیل، حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام۔

1۔حضرت جبریل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں۔

2۔حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر ہیں۔

3۔حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر مقرر ہیں۔

4۔حضرت اسرافیل علیہ السلام ان تینوں فرشتوں کو ان کے امور کی اطلاع دیتے ہیں۔

☆کعبہ کا طواف کرنے والے فرشتے:

الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ نمبر 133 پر حدیث نمبر 489 نقل ہے۔

حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (فرشتوں کی عبادت گاہ کا) نام اس لیے بیت المعمور (آباد گھر) رکھا گیا کہ اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو یہ (بیت المعمور سے) اتر کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں پھر (روضہ اطہر پر حاضر ہو کر) حضور ﷺ پر سلام پیش کرتے ہیں اس کے بعد واپس ہو جاتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔

☆روحانیوں علیہم السلام:

شعب الایمان جلد 5 پر صفحہ نمبر 279 پر حدیث نمبر 3422 نقل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جس کا نام حظیرۃ القدس ہے اس میں (بہت سے) فرشتے ہیں جن کو ''روحانیوں'' کہا جاتا

ہے جب لیلۃ القدر آتی ہے تو یہ رب تعالیٰ سے دنیا کی طرف اترنے کی اجازت مانگتے ہیں، جب ان کو اجازت دی جاتی ہے تو یہ (کسی) مسجد سے نہیں گزرتے جس میں نماز پڑھی جارہی ہو یا یہ راستہ میں کسی کا استقبال نہیں کرتے مگر ان دونوں کے لیے دعائے خیر فرماتے ہیں تو ان (مسجد والوں اور راستہ میں ملنے والوں) کو ان فرشتوں کی طرف سے برکت عطا کی جاتی ہے۔

☆ کروبیون علیہم السلام:

تاریخ دمشق الکبیر ابن عساکر جلد 43 کے صفحہ نمبر 60 پر نقل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے وہ ہیں جن کو ''کروبیون'' کہا جاتا ہے۔ ان میں سے (ہر) ان کے کان کی لو سے ان کی ہنسلی کی ہڈی تک اترنے میں تیز پرندے کی رفتار کے حساب سے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ قبور مومن پر مامور فرشتے:

حدیث شریف = کنز العمال جلد 16 کے صفحہ نمبر 316 پر حدیث نمبر 42960 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اپنے مومن بندے کے سپرد کر رکھا ہے جو اس کے اعمال (خیر و شر) لکھتے

ہیں۔ جب یہ انسان فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے جو مومن کے سپرد کیے گیے تھے، کہتے ہیں (اے ہمارے پروردگار!) یہ شخص تو اب وفات پا چکا ہے تو ہمیں اجازت عطا فرما کہ ہم آسمان کی طرف عروج کریں تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، میرا آسمان میرے فرشتوں سے پُر ہے، تم میری تسبیح بیان کرتے رہو تو وہ عرض کرتے ہیں۔ کیا ہم زمین پر ٹھہرے رہیں؟ تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، زمین بھی میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے۔ تم میری تسبیح کرتے رہو، تو وہ عرض کرتے ہیں۔ (ہم تسبیح کہاں پر بیان کریں؟ تو رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم میرے (اس نیک) بندے کی قبر پر رکے رہو اور میری تسبیح، تعریف، کبریائی اور کلمہ طیبہ کہتے رہو اور یہ سب کچھ میرے (اسی نیک) بندے کے لیے قیامت کے لیے لکھتے رہو (جس طرح کہ اس کی زندگی میں تم اس کے اعمال لکھا کرتے تھے)

محترم حضرات! یہ میں نے آپ کے سامنے فرشتوں کے مختلف نام اور ان کے کام احادیث کی روشنی میں بیان کیے، اب آپ کے سامنے فرشتوں کے متعلق مزید معلومات عرض کرتا ہوں۔

☆فرشتوں کو کیوں پیدا کیا گیا؟

امام بخاری علیہ الرحمہ تاریخ کبیر کی جلد 2 کے صفحہ نمبر 8 پر نقل فرماتے

ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

☆فرشتوں کی سانسیں تسبیح ہیں:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 147 پر نقل ہے۔فرمان باری تعالیٰ ”یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَ النَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی سانسوں کو ان کی تسبیح قرار دیا گیا ہے۔

☆فرشتے کھاتے پیتے نہیں ہیں:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 264 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔تمام اُمّت کا اتفاق ہے کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ نکاح کرتے ہیں لیکن جنات کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، نکاح بھی کرتے ہیں اور نسل کشی بھی کرتے ہیں۔

☆فرشتوں کی خوشبو:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 275 پر نقل ہے۔حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فرشتوں کی خوشبو گلاب کے پھول

جیسی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی خوشبو ناشپاتی جیسی ہے۔

☆فرشتوں کی عبادت کی حالتیں:

تاریخ دمشق الکبیر جلد 9 کے صفحہ نمبر 296 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کے لیے کئی اقسام پر پیدا فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض فرشتے جب سے پیدا کیے گئے ہیں، قیامت تک کے لیے صف بستہ کھڑے ہیں اور بعض فرشتے جب سے پیدا کیے گئے ہیں، قیامت تک کے لیے حالت رکوع میں اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے ہیں اور کچھ فرشتے جب سے انہیں پیدا کیا گیا، قیامت تک کے لیے سجدہ میں رہیں گے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں رب تعالیٰ اپنی زیارت سے مشرف کرے گا تو جب وہ رب تعالیٰ کے جلوے کی طرف نظر کریں گے تو کہیں گے "سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" تیری ذات پاک ہے۔ ہم نے تیری اس طرح سے عبادت نہیں کی جس طرح سے کرنے کا حق تھا (سبحان اللہ)

☆فرشتوں کا وظیفہ بوقت پرواز:

ترمذی شریف کتاب الدعوات میں حدیث نمبر 3582 نقل ہے۔ حضرت

صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی فرشتہ بھی زمین سے اس وقت تک نہیں اترتا، جب تک کہ وہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" نہیں پڑھ لیتا۔

☆فرشتوں کی گفتگو:

کنزالعمال شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 230 پر حدیث نمبر 1950 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کا کلام "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" ہے۔

☆فرشتوں کے عمامے:

عمامہ باندھنا فرشتوں کی نشانی ہے۔وہ بھی عمامہ باندھتے ہیں چنانچہ طبرانی معجم الکبیر جلد 12 کے صفحہ نمبر 292 پر حدیث نمبر 13418 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم پر عمامے باندھنا لازم ہے، بے شک یہ فرشتوں کی نشانی ہیں اور عمامے کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ۔

محترم حضرات! فرشتوں نے مختلف مواقعوں پر مختلف رنگ کے عمامے

باندھے۔

1......میدان بدر میں فرشتے زرد اور سفید عمامے باندھے اس طرح نازل ہوئے کہ ان کے عمامے کے شملے پیٹھ کے پیچھے لٹک رہے تھے (تفسیر جلالین پارہ 4، صفحہ نمبر 60)

2......غزوۂ حنین کے دن فرشتوں نے سرخ عمامے یوں باندھ رکھے تھے کہ ان کے شملے کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے (سیرت حلبیہ جلد 3، ص 162)

3......غزوۂ احد کے دن فرشتوں نے سرخ عمامے باندھے ہوئے تھے (طبرانی معجم الکبیر، جلد 11، صفحہ نمبر 155)

☆فرشتوں کا حج:

الحبائک فی اخبار الملائک کے صفحہ نمبر 142 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بیت المعمور ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے بالمقابل ہے جس دن تم (مسلمان) بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہو، فرشتے بھی اسی روز اس کے حج کو جاتے ہیں۔

☆فرشتوں سے حساب وکتاب:

علامہ اویسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تبیان الحقائق فی احوال الملائک کے صفحہ نمبر 132 پر فرماتے ہیں کہ علامہ حلیمی علیہ الرحمہ اور حضرت قونوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فرشتے معصوم ہیں، معصوم وہ ہوتا ہے جس سے گناہ کا اندیشہ ہی نہ ہو لہذا ان کے گناہ نہیں ہیں تو ان کا حساب بھی نہیں ہوگا۔

☆ مومن کے داڑھی میں مہندی لگانے پر فرشتے خوش:

جمع الجوامع جلد 3 کے صفحہ نمبر 7 پر حدیث نمبر 729 نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی داڑھیوں کو (مہندی سے) خضاب کیا کرو کیونکہ فرشتے مومن کے خضاب سے خوش ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس خضاب سے کالا خضاب مراد نہیں۔ یہ صرف دارالحرب میں جنگ میں جائز اور اسلام دشمن ملکوں میں کالے خضاب کرنے کا ثواب بھی ہوگا کیونکہ یہ بڑھاپے کو چھپاتا ہے جس سے دشمن خدا خوف کھاتا ہے۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا:

الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ نمبر 197 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھائی اور چار تکبریں کہیں اور مسجد خیف میں فرشتوں کی امامت کرتے ہوئے جنازہ پڑھایا۔

محترم حضرات! میں نے بہت مختصر کر کے فرشتوں کے بارے میں آپ کی خدمت میں معلومات پیش کیں، مجھے امید ہے کہ آپ کی معلومات میں اضافہ ہوا ہوگا اور کچھ نئی باتیں بھی سنی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں ایسا بنا دے کہ موت کے وقت فرشتے ہم پر رشک کریں۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

ادب و تعظیم کی اہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 2 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! ادب میں ہی مکمل دین ہے۔ ادب ہی چراغ راہ مبین ہے، باادب بانصیب ہے اور بے ادب کم نصیب ہے۔ اللہ والوں نے جو کچھ پایا، ادب ہی کی بناء پر پایا اور جو بے ادب ہیں، ان کے پاس جو تھا وہ بھی خاک ہو گیا۔ قرآن مجید نے بھی ہمیں ادب سکھایا اور بے ادبی سے ڈراتے ہوئے اس سے بچنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کی خدمت میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے ادب کی اہمیت بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ اپنی آوازوں کو اونچی نہ کرو:

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اقرع بن حابس کو ان کی قوم کا عامل بنا دیا جائے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قعقاع ابن معبد کو عامل بنایا جائے۔

اس گفتگو میں ان حضرات کی آوازیں بلند ہو گئیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

القرآن: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

کنز العمال جلد اول کے صفحہ نمبر 214 پر نقل ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کا قسم! آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا کروں گا۔

ترمذی شریف کتاب التفسیر جلد 5 کے صفحہ نمبر 177 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ، آقا و مولا ﷺ

کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتیٰ کہ بعض اوقات حضور ﷺ کو بات سمجھنے کے لیے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہتے ہو۔

ان دونوں حضرات کے عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا

القرآن: إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ

(سورۂ حجرات آیت 3)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و حرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے۔ آج بھی دربار رسالت کا وہی ادب ہے جو ان کی ظاہری حیات میں تھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کو ایک دوسرے کی طرح مت پکارو:

القرآن: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۂ نور، آیت 63)

ترجمہ: رسول کو پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو، جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صحابہ کرام کو بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو بارگاہ رسالت کا ادب سکھایا گیا ہے، ان کی بارگاہ میں عرض وگزارش کرتے ہوئے ادب کو ملحوظ رکھو، ان کی شان تمہارے عام مسلمانوں کی طرح نہیں ہے کہ جس طرح چاہو پکارلو، بلکہ یہ بارگاہ اور ہے اور یہاں کے آداب بھی اور۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو، جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو، ثابت ہوا کہ یا محمد یا احمد یا ابن عبداللہ، یا کہ اے بھائی، اے باپ وغیرہ خطابات سے پکارنا حرام ہے، بلکہ تفسیر ابن عباس میں ہے کہ جب بھی پکارو، یارسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارو، یا حبیب اللہ ﷺ کہہ کر پکارو، یا شفیع المذنبین ﷺ وغیرہ القاب سے پکارو۔

☆ وادیٔ مقدس کا ادب:

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہوئے وادی مقدس

میں پہنچے تو رب تعالیٰ نے فرمایا جسے سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 12 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ۔اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

ترجمہ: بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے بے شک تو پاک وادی طویٰ میں ہے۔

تفسیر: تفسیر مدارک میں صفحہ نمبر 687 پر اس آیت کے تحت نقل ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس تشریف لائے تو وہاں آپ علیہ السلام نے ایک سرسبز وشاداب درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک انتہائی روشن تھا اور آپ علیہ السلام جتنا اس کے قریب جاتے اتنا وہ دور ہو جاتا اور جب آپ علیہ السلام ٹھہر جاتے ہیں تو وہ قریب ہو جاتا۔ اس وقت آپ علیہ السلام کو ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ! بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے کہ اس میں عاجزی کا اظہار مقدس جگہ کا احترام اور پاک وادی کی خاک سے برکت حاصل کرنے کا موقع ہے، بے شک تو اس وقت پاک وادی طویٰ میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقدس جگہ کا ادب واحترام کرنا چاہیے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے لہذا اگر کوئی حرمین شریفین یا دیگر مبارک زمینوں پر جوتے اتار کر ادب کے ساتھ چلے تو اسے طعنہ نہ دیا جائے کیونکہ مقدس مقامات کا

ادب خود رب تعالیٰ ہمیں سکھا رہا ہے۔

☆ادب کی بدولت ایمان ملا:

سورۂ اعراف کی آیات 110 تا 122 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا ذکر موجود ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ تفسیر قرطبی جلد 4 کے صفحہ نمبر 186 پر ان آیات کے تحت فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا آمنا سامنا ہوا تو جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ادب سے عرض کی کہ پہلے آپ کمال دکھائیں گے یا ہم اپنا جادو دکھائیں؟

جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ ادب کیا کہ آپ کو مقدم کیا اور آپ کی اجازت کے بغیر اپنے عمل میں مشغول نہ ہوئے، اس ادب کا عوض انہیں یہ ملا کہ رب تعالیٰ نے انہیں ایمان و ہدایت کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

اب آپ کی خدمت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادب بیان کرتا ہوں۔

☆موئے مبارک کا ادب:

کتاب الشفا اور نسیم الریاض میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک (بال مبارک) کا اس قدر ادب کیا کرتے تھے کہ انہوں نے بال مبارک اپنی ٹوپی کے اندر حفاظت سے سیے ہوئے تھے، ایک

مرتبہ دوران جنگ وہ ٹوپی گرگئی اور جنگ بھی گھمسان کی ہورہی تھی مگر آپ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ٹوپی کو تلاش کر کے اٹھالیا، جنگ ختم ہونے کے بعد کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے ایک ٹوپی کو ڈھونڈنے کے لیے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی، آپ نے فرمایا: میرا یہ عمل ٹوپی کے لیے نہیں بلکہ اس میں موجود بال مبارک کی تعظیم کے لیے تھا کیونکہ مجھے اسی بال مبارک کی برکت سے فتح نصیب ہوتی ہے۔

☆دست مصطفی ﷺ لگا تو بال نہ کٹوائے:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ (صحابی رسول) کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کی کثرت تھی، کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ بال کیوں نہیں کٹواتے؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا: جب سے میرے بالوں پر رحمت عالم ﷺ کا ہاتھ لگا ہے، اس دن سے آج تک میں نے اپنے بالوں کو نہیں کٹوایا۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھا:

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ سورۂ اعراف کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کی

کیونکہ اسی نظروں سے جمال مصطفی ﷺ کو دیکھا کرتے تھے۔

☆حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دایاں ہاتھ شرمگاہ پر نہ لگایا:

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب سے رحمت عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں اپنا سیدھا ہاتھ دے کر بیعت کی، اس دن سے وہ ہاتھ کبھی آپ نے اپنی شرمگاہ پر نہیں لگایا کیونکہ یہ ہاتھ دست مصطفی ﷺ سے مس ہو چکا تھا۔

☆حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادب رسول:

مسلم شریف میں حدیث نمبر 5358 نقل ہے (ہجرت کے بعد) نبی پاک ﷺ (حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نیچے والے حصے میں قیام پذیر ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر کی منزل میں ٹھہر گئے۔ رات کے وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی تو انہیں خیال آیا کہ ہم تو محبوب خدا ﷺ کے اوپر چل رہے ہیں (یہ تو ادب کے خلاف ہے) تو وہ ایک کونے میں ہو گئے اور (ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اسی کونے میں پوری رات بسر کر لی

(اگلے دن) انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نیچے والی منزل میں زیادہ سہولت ہے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ موجود ہوں تو نبی پاک ﷺ اوپر کی منزل میں منتقل ہو گئے۔

☆نبی پاک ﷺ کا نام نہ مٹایا:

مسلم شریف کتاب الجہاد والسیر میں حدیث نمبر 4629 نقل ہے۔

حدیبیہ کے دن نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صلح کا معاہدہ تحریر کروایا۔اس معاہدہ میں ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔قریش نے اعتراض کیا کہ اس کو مٹا کر محمد ابن عبداللہ لکھا جائے لہذا حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ معاہدہ میں سے ''محمد رسول اللہ'' مٹا دیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں اس نام کا اتنا ادب تھا کہ وہ سوچنے لگے: میری کیا مجال کہ میں محبوب خدا ﷺ کے نام کو مٹاؤں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اسے نہیں مٹا سکتا۔

☆ادب والا جواب:

ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3619 نقل ہے۔حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا: تمہاری عمر زیادہ ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی؟ انہوں نے فرمایا: بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہی ہیں، بس میں تھوڑا پہلے پیدا ہو گیا تھا۔

☆ ادب والا سوال:

ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1014 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کیا نماز کم ہو گئی ہے؟

☆ باپ کو بھی بسترِ رسول پر نہ بیٹھنے دیا:

طبقات ابن سعد میں ہے۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ ان کے والد ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اپنی بیٹی سے ملنے ان کے گھر آئے، وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھنے لگے تو بیٹی نے فوراً باپ کو اٹھا دیا۔ باپ نے بڑے تعجب سے پوچھا بیٹی یہ بتا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں؟ بیٹی نے جواب دیا ابا یہ بستر طیّب و طاہر رسول ﷺ کا بستر ہے اور آپ میں شرک کی گندگی ہے لہٰذا میں آپ کو طیب و طاہر بستر پر نہیں بٹھا سکتی۔

☆نماز میں ادب رسول:

بخاری شریف کتاب الاذان میں حدیث نمبر 754 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسلمان نماز فجر میں تھے۔ نبی پاک ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا، صحابہ کو دیکھا کہ وہ صفوں میں تھے۔ آپ ﷺ خوشی سے مسکرانے لگے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (دوران نماز) ایڑیوں کے بل واپس پلٹے، نبی پاک ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔

محترم حضرات! یہ کیسا ادب رسول ہے کہ حالت امامت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی آمد کی خوشبو محسوس ہوئی تو ادب و تعظیم کے لیے حالت نماز میں پیچھے آنے لگے۔جب حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تو رک گئے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 2 کے صفحہ نمبر 196 پر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نمازوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چہرے کعبہ کی طرف تھے اور دل رحمت عالم ﷺ کی طرف۔ زبان قرآن میں مصروف تھی اور کان حضور ﷺ کی طرف۔اس سے ان کی نمازیں زیادہ کامل ہوئیں، حالت نماز میں ادب رسول شرک نہ تھا بلکہ کمال

توحید۔

☆وضو کا پانی زمین پر گرنے نہ دیا:

بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 501 نقل ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ سے بطحاء مکہ میں ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت ادا فرمائی اور حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے آگے نیزہ گاڑ دیا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (ادب و تعظیم رسول میں وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیا) اس (پانی) کو لے کر (جسم پر) تبرکاً ملنا شروع کر دیا۔

☆صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی جگہ نہ بیٹھے:

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں جسے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں نقل فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد منبر رسول کی اس سیڑھی پر کبھی نہ بیٹھے، جہاں محبوب کبریا ﷺ جلوہ گر ہوتے تھے، یہ ادب رسول ﷺ کی وجہ سے تھا۔

☆امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے

کبھی بغیر وضو حدیث بیان نہ کی:

شفا شریف میں امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہاں جب بھی رسول پاک ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا نیز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی بے وضو حدیث پاک بیان نہ کی۔

☆ استاد کے گھر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے:

الخیرات الحسان کے صفحہ نمبر 82 پر نقل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ زندگی بھر اپنے استاد محترم حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے حالانکہ آپ کے مکان اور استاد کے مکان کے درمیان تقریباً سات گلیاں پڑتی تھیں۔

☆ امام مالک علیہ الرحمہ کا ادب:

احیاء العلوم جلد اول کے صفحہ نمبر 48 پر نقل ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے (مدینہ منورہ میں) امام مالک رضی اللہ عنہ کے دروازے پر خراسان کے گھوڑوں کا ایک ایسا ریوڑ دیکھا کہ میں نے اس سے اچھا نہیں دیکھا تھا۔ میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی۔ یہ کتنا خوبصورت ہے۔ انہوں

نے فرمایا: اے ابوعبداللہ! یہ میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہے۔ میں نے عرض کی: آپ اس میں سے ایک جانور اپنی سواری کے لیے رکھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اس مبارک مٹی کو جانور کے (اوپر سوار ہوکر اس کے) کھروں سے روندوں جس میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ (کا روضۂ انور) موجود ہے۔

☆امام مالک علیہ الرحمہ اور حدیث کا ادب:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ کی خدمت میں جب کوئی آتا تو آپ خادمہ کو بھیجتے، جاؤ پوچھو کوئی مسئلہ پوچھنا ہے یا حدیث شریف سننی ہے۔ اگر آنے والا کہتا کہ میں مسائل پوچھنے آیا ہوں تو آپ باہر تشریف لاتے اور مسائل بتا دیتے اور اگر آنے والا کہتا کہ میں حدیث شریف سننے آیا ہوں تو آپ غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، لباس تبدیل کرتے، جبہ پہنتے اور عمامہ شریف باندھ کر باہر تشریف لاتے اور آپ کے لیے خاص مسند تیار کی جاتی جس پر جلوہ گر ہوکر آپ ادب کے ساتھ حدیث رسول بیان کرتے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا کہ اس قدر اہتمام کیوں؟ تو فرماتے یہ سب حدیث رسول کی تعظیم کے لیے ہے۔

☆ کھڑے کھڑے حدیث سننے کو بے ادبی سمجھتے:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ جب کبھی محدث ابن حازم علیہ الرحمہ کی خدمت میں آتے اور محدث ابن حازم علیہ الرحمہ حدیث شریف بیان کر رہے ہوتے اور بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی تو امام مالک علیہ الرحمہ رکتے نہیں تھے، آگے چلے جاتے کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں کھڑے کھڑے حدیث رسول سننے کو پسند نہیں کرتا (کہ یہ ادب کے خلاف ہے) اس لیے گزر جاتا ہوں۔

☆ کھڑے کھڑے حدیث پوچھنے پر سزا:

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے قاضی جریر نے کھڑے کھڑے حدیث شریف کے متعلق سوال کیا تو امام مالک علیہ الرحمہ سے فرمایا: اسے قید کرلیا جائے، عرض کیا گیا حضور! یہ تو قاضی ہیں؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا اسی لیے تو قید کرنے کا حکم دیا ہے کہ قاضی ہو کر حدیث شریف کا ادب کیوں نہیں کیا۔ اس نے کھڑے کھڑے کیوں حدیث شریف کے متعلق سوال کیا۔

☆ دینی کتاب بغیر وضو نہیں چھوتے:

علامہ حلوانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم کو جو علم حاصل ہوا، اس میں علم کی تعظیم و ادب کا بڑا دخل ہے۔ میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلا وضو نہیں چھوتا تھا۔

☆ سترہ مرتبہ وضو کیا:

علامہ سرخسی علیہ الرحمہ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ باوجود ریاحی امراض (ہوا خارج ہونے کا مرض) ہونے کے بغیر وضو کے ہاتھ میں کبھی دینی کتاب نہ اٹھاتے تھے، ایک مرتبہ دینی کتاب کے مطالعہ کے دوران سترہ مرتبہ وضو ٹوٹا، انہوں نے ادب و تعظیم کی خاطر سترہ مرتبہ وضو فرمایا۔

☆ ادب و تعظیم پر انعام:

فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں ہے کہ حضرت ابوایوب سلیمان بن داؤد علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: مجھے بخش دیا گیا۔ پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: میں ایک مرتبہ اصبہان جا رہا تھا، راستے میں اچانک بارش نے گھیر لیا۔ میرے پاس دینی کتابیں تھیں اور وہاں کوئی چھت یا سایہ دار جگہ نہ تھی، میں اپنی کتابوں کو بچانے کے لیے ان پر لیٹ گیا اور پوری رات اسی

طرح گزاردی۔صبح ہوئی تو بارش ہلکی ہوچکی تھی، اس بات پر مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔

☆بسم اللہ شریف کا ادب:

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت بشیر حافی علیہ الرحمہ نشہ میں دھت کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی۔اس کو اٹھایا، دیکھا تو اس پر لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بشر حافی نے اس کاغذ کو بطور ادب و تعظیم صاف کیا، عطر لگایا اور اونچی جگہ رکھ دیا کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا پاک نام لکھا ہوا تھا، اسی رات کسی اللہ کے ولی کو حکم ہوا کہ بشر کو خوش خبری سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کو معطر کر کے بلند مقام پر رکھا ہے لہذا ہم بھی بشر کو بلند مقام عطا کریں گے۔

اس اللہ کے ولی نے یہ سوچ کر کہ بشر تو شرابی کبابی ہے، کہیں میرا الہام غلط ہو، پھر دوسری مرتبہ حکم ملا پھر تیسری مرتبہ یہی فرمان ملا، وہ بشر کے گھر گئے تو وہاں پتہ چلا کہ بشر حافی شراب خانے گئے ہوئے ہیں اور جب وہ اللہ کے ولی شراب خانہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ بشر حافی شراب کے نشے میں لیٹے ہوئے ہیں۔

اس اللہ کے ولی نے فرمایا: بشر سے کہو کہ میں تیرے لیے ایک خاص پیغام

لا یا ہوں۔ جب بشر نے آواز سنی تو ڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اور پیغام الٰہی سن کر تائب ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کے کامل ولی بن گئے۔ بغداد کے علاقے اعظمیہ میں آپ کا مزار ہے۔

☆اللہ کے ولی کی تعظیم پر بخشش:

خلاصۃ العارفین میں ہے کہ ایک نوجوان جو کہ ملتان کا رہنے والا تھا، بڑا فاسق وفاجر تھا۔ انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: رب تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا: اس نے کہا مجھے بخش دیا گیا، پوچھا بخشش کا سبب کیا بنا؟

وہ کہنے لگا: ایک دن میں راستے سے گزر رہا تھا، میں نے کیا دیکھا کہ اللہ کے ولی حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ تشریف لے جارہے تھے۔ میں نے محبت وادب کے ساتھ ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ رب تعالیٰ نے اسی سبب سے میری بخشش کردی۔

☆مسجد نبوی کی تعمیرات میں ادب کی اعلیٰ مثال:

ترکی حکومت نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا منصوبہ بنایا تو اسلامی ممالک کے کچھ خاندان منگوائے گئے اور ان کے قسطنطنیہ کے پہلو میں ایک شہر آباد کیا، وہاں

ان کوٹھہرایا اور ترکی حکومت نے ان سب خاندانوں کا خرچہ اپنے ذمہ لے کر اور ان خاندانوں سے ایک ایک بچہ لے کر ان کو قرآن مجید حفظ کرایا، عالم بنایا اور ان کو تعمیر کے فنون سکھائے اور یوں پچیس سال تک ترکی حکومت نے ان پانچ سو خاندانوں کا سارا خرچہ برداشت کیا پھر جب پچیس سال کے بعد وہ نوجوان فن تعمیر کے ماہر، عالم، فاضل اور حافظ قرآن بن گئے تو ان کو مسجد نبوی کی تعمیر کی خدمت میں لگا دیا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر دور ایک سنگ تراشی کا کارخانہ لگایا گیا تا کہ سنگ تراشی کرتے وقت جان عالم ﷺ کو اس کی آہٹ سے تکلیف نہ پہنچے اور ان حفاظ نوجوانوں کو حکم جاری کیا کہ پتھر تیار کر کے مسجد نبوی میں لے جاؤ، وہاں دو دو پتھر جوڑ کر ستون بنایا جائے اور سارے کام باوضو کیے جائیں اور کام کرتے وقت تلاوت قرآن جاری رکھی جائے، اس طرح ادب و تعظیم کے ساتھ پندرہ سال میں مسجد نبوی شریف مکمل ہوئی۔

محترم حضرات! آپ نے ادب و تعظیم سے مالا مال واقعات سنے۔ واقعی جسے جو ملا ادب و تعظیم ہی سے ملا مگر آج ادب و تعظیم میں نہایت کمی آ چکی ہے۔ اگر ہم زمانے پر نظر دوڑائیں تو درج ذیل بے ادبی والے کام نظر آتے ہیں جنہیں میں آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں۔

1......سوتے وقت اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ قبلہ کا رخ کس جانب

ہے جس کی وجہ سے ہمارے پاؤں قبلہ کی طرف ہوتے ہیں۔

2......بیت الخلاء اور غسل خانے بنواتے وقت یہ احتیاط ختم ہوتی جارہی ہے کہ قبلہ رخ کس طرف ہے جس کی وجہ ہم قبلہ رُخ ہو کر استنجاء کر رہے ہوتے ہیں، برہنہ نہا رہے ہوتے ہیں۔

3......تھوکنے کی بیماری اتنی عام ہوگئی کہ اب ہم میں تمیز ختم ہوگئی کہ کون سا رخ قبلہ کا ہے، وہاں نہ تھوکا جائے۔

4......بغیر وضو قرآن مجید کو اٹھا لیتے ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بغیر وضو بے ادبی سے اٹھا کر رکھ دیتے ہیں۔

5......مسجد اللہ کا گھر ہے، اس کا ادب واحترام ہر مسلمان پر فرض ہے مگر ہم مسجد میں زور زور سے گفتگو، پاؤں پھیلا کر ایسے بیٹھتے ہیں جیسے تفریح گاہ میں بیٹھے ہیں۔ ذرا یہ سوچیں کہ یہ بے ادبی قیامت کے دن بہت بڑی مصیبت بن جائے گی۔

6......زبانیں ہماری اتنی بڑی ہوگئیں کہ ہم سنت رسول مثلا داڑھی، عمامہ اور دیگر اسلامی احکامات کی بے ادبی کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور پھر ایمان جیسی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

7......حرمین شریفین میں جائیں تو بے ادب لوگ کعبہ مشرفہ کی طرف پاؤں

پھیلا کر بیٹھے ہوتے ہیں، جس کلام پاک کی بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں، اسی کلام پاک کو سر کے نیچے رکھ کر یعنی قرآن مجید کو تکیہ بنا کر زمین پر رکھ کر سو جاتے ہیں۔

8......حرم کعبہ میں عین خانۂ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر شوہر بیوی کی تصویر اور بیوی شوہر کی تصویر بناتی ہے، اس طرح حرم کعبہ کی بے ادبی ہوتی ہے۔

9......مواجہہ اقدس (سنہری جالیوں) جہاں آواز بلند کرنا سخت بے ادبی ہے، وہاں پر حاضری دیتے وقت موبائل بلند کرتے ہوئے زور زور سے آوازیں بلند کرتے ہوئے یہ کہنا کہ "میں بارگاہ رسالت میں ہوں" جو کہ سخت قسم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

بے ادبی اتنا سخت جرم ہے، شیطان (ابلیس) نے لاکھوں سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک قول کے مطابق شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی اور وہ صرف ایک بے ادبی کی وجہ سے چھ لاکھ سالہ عبادت ضائع کر بیٹھا اور وہ بے ادبی تھی، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنا۔

محترم حضرات! بے ادبی سے بچو ورنہ پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ بے ادب چاہے کتنا ہی بڑا نمازی، حافظ، عالم، مفتی، شیخ الحدیث اور عابد ہی کیوں نہ ہو، اس کا ہر نیک عمل باطل ہے، وہ قیامت کے دن بڑا خوش ہوگا کہ آج مجھے دنیا

میں کیے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ملے گا۔ حکم ہوگا کہ بے ادبی نے تیرے سارے اعمال غارت کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بے ادبی سے محفوظ رکھے اور بے ادبوں کے شر سے اور ان کی صحبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جنوں کی دنیا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ذاریات سے آیت نمبر 56 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں دیگر مخلوقات پیدا فرمائیں، وہاں ایک بہت بڑی مخلوق

جنات کو بھی پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی انسانوں کی طرح اپنی بندگی اور عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اگرچہ جنات ہمیں نظر نہیں آتے، جس طرح انسان اور دیگر مخلوقات نظر آتی ہیں مگر اس مخلوق کا انکار نہیں کیا جاسکتا جہاں تک نظر نہ آنے کا معاملہ ہے تو ہمیں ہوا بھی نظر نہیں آتی مگر ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح جنات بھی اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ان کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اب آیئے جنات کے متعلق کچھ سوالات ہم سب کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں کہ جنات کون ہیں؟ جنات کی خوراک کیا ہے؟ وہ کس دن پیدا ہوئے؟ کہاں رہتے ہیں؟ کیا انسانوں سے بھی زیادہ ہیں؟ کیا یہ بھی مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا ان کے یہاں اولاد بھی پیدا ہوتی ہے؟ ان کو کتنی طاقت دی گئی؟ ہم ان سے دوستی کر سکتے ہیں؟ کیا یہ انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں؟ اسی طرح کے مختلف سوالات کے جوابات آج کی اس نشست میں عرض کروں گا تاکہ آپ کی معلومات میں اضافہ بھی ہو اور رب تعالیٰ کے کرشمہ کو دیکھ کر اس کی تسبیح وتہلیل کریں۔

☆ جن کو جن کیوں کہتے ہیں؟

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری جلد 10 کے صفحہ نمبر 644 پر فرماتے ہیں۔ لغت میں جن کا معنی ہے ”ستر اور خفا“ اور جن کو اسی لیے جن کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

☆ جنات کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟

صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2996 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ کے شعلہ سے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

☆ پہلے انسان پیدا ہوئے یا جنات؟

لَقَطُ الْمَرْجَانُ فِیْ اَحْکَامُ الْجَانْ (مترجم) کے صفحہ نمبر 43 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسانوں سے پہلے زمین پر صرف جن آباد تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابوالجنات ”سموم“ کو پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسے آگ کے شعلہ سے پیدا فرما کر فرمایا: اے ابوالجن سموم! تو کوئی آرزو کر، اس نے کہا: میری تمنا یہ ہے کہ ہم سب کو دیکھیں اور ہمیں کوئی نہ دیکھے اور ہم زمین میں چھپ جائیں اور ہمارا بوڑھا بھی مرے، یہاں تک کہ اس کی جوانی واپس آ جائے (ہمارا بوڑھا بھی

جوان ہو کر مرے) تو رب تعالیٰ نے اس کی یہ تمنا پوری فرما دی۔ اس لیے وہ سب کو دیکھتے ہیں لیکن دوسرے لوگ انہیں دیکھ نہیں سکتے اور جب مرتے ہیں تو زمین میں غائب ہو جاتے ہیں اور اس کا بوڑھا بھی جوان ہو کر مرتا ہے، یعنی اس بچے کی طرح جسے انتہائی کم عمری میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

☆ جنات کو کس دن پیدا کیا گیا:

ابن جریر، ابو حاتم اور ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن اور جنوں کو جمعرات کے دن اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا۔

☆ جنات کی اولاد بھی ہوتی ہے:

جنات کے یہاں بھی اولاد پیدا ہوتی ہے جس سے ان کی نسل چلتی ہے چنانچہ سورۂ رحمن کی آیت نمبر 56 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ

ترجمہ: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد اول کے صفحہ نمبر 376 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: جنات کی بھی اولاد ہوتی ہے۔

☆ جنات کی تعداد:

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 417 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چوتھی زمین کے اوپر اور تیسری زمین کے نیچے اتنے جنات ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے آجائیں تو تمہیں سورج کی روشنی دکھائی نہ دے۔

جامع البیان جلد 9 کے صفحہ نمبر 85 پر نقل ہے۔ حضرت عمرو بکالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب انسان کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو جنات کے یہاں نو (9) بچے پیدا ہوتے ہیں۔

☆ جنات کی طاقت:

اللہ کریم نے جنات کو بعض ایسے غیر معمولی اوصاف عطا کیے ہیں جو انسان میں عموماً نہیں پائے جاتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب شہر سبا کی ملکۂ بلقیس کا تخت لانے کا حکم دیا تو ایک درباری جن نے عرض کی کہ میں اس تخت کو اتنا دور سے آپ کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے لے آؤں گا، اس بات کو قرآن مجید سورۂ نمل کی آیت نمبر 39 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ-وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ

ترجمہ: سلیمان نے کہا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہوکر حاضر ہوں۔ایک بڑا خبیث جن بولا: میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا۔قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

☆جنات کیا کھاتے ہیں:

امام مسلم اور امام ترمذی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا (جنوں سے ملاقات کی رات) میں آپ میں سے کوئی نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھا؟ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی حضور ﷺ کے ساتھ نہ تھا، البتہ ہم نے ایک رات مکہ میں حضور ﷺ کو گم پایا تو ہم نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ گرفتار کرلیے گئے

ہیں اور چھپا دیا گیا ہے۔معلوم نہیں آپ کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے۔ہم مسلمانوں کی جماعت نے یہ رات بہت بری حالت میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ غار حرا کی طرف سے تشریف لا رہے تھے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا جس مشکل میں وہ تھے،تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ایک جن نے آ کر دعوت دی۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے انہیں قرآن مجید پڑھ کر سنایا پھر حضور ﷺ ہمیں لے گئے اور ان کے آثار دکھائے اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔ جنات نے حضور ﷺ سے زاد سفر مانگا۔اس لیے کہ وہ کسی جزیرہ میں رہنے والے جنوں میں سے تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر وہ ہڈی تمہاری غذا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو یعنی حلال ذبیحہ کی ہڈی تم لوگوں کی غذا ہے اور ترمذی شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: جنات کی غذا وہ ہڈیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اور وہ تمہارے ہاتھ آ جائے یا جس ہڈی میں گوشت لگا ہوا ہو اور ہر قسم کی لید و مینگنی تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے (اسی لیے) ارشاد فرمایا:: تم لوگ ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرو،اس لیے کہ یہ دونوں تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔

☆جنات کہاں رہتے ہیں؟

محترم حضرات! جس زمین پر ہم زندگی گزار رہے ہیں، اسی پر جنات بھی رہتے ہیں مگر وہ مختلف مقامات پر رہتے ہیں چنانچہ اس ضمن میں حدیث پاک سماعت فرمایئے۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد اول کے صفحہ نمبر 371 پر حدیث نمبر 1143 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس پانی کا برتن لے گیا تو میں نے آپ ﷺ کے پاس لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کی آواز سنی۔ اس طرح کی آواز میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ جب نبی پاک ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کے پاس لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کی آواز سنی اور اس سے پہلے میں نے ایسی آواز کسی کی زبان سے نہ سنی تھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں رہنے کی جگہ دے دوں تو میں نے مسلمان جنات کو ٹیلوں و چٹانوں میں جگہ دی

اورمشرک جنات کو پشت زمین (یعنی گڑھوں، گھاٹیوں اور غاروں) میں رہنے کی جگہ دی۔

☆بلوں میں رہنے والے جنات:

ابوداؤد کتاب الطہارۃ میں حدیث نمبر 69 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے بل (یعنی سوراخ) میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔لوگوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بل میں پیشاب کرنے سے ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ بل جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

☆ویرانوں میں رہنے والے جنات:

کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' کے صفحہ نمبر 26 پر نقل ہے۔ حضرت علامہ بدرالدین شبلی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ اعرابیوں (یعنی عرب کے رہنے والے دیہاتیوں) کا بیان ہے کہ ہم کثیر لوگ ہوتے اور کہیں پڑاؤ کرتے تو ہمیں بہت سے خیمے اور لوگ دکھائی دیتے مگر اچانک سب کچھ غائب ہوجاتا۔ہمیں یقین ہے کہ دکھائی دینے والے وہ لوگ جنات ہیں۔

☆ جھاڑیوں میں جنات کا بسیرا:

الکامل فی الضعفاء جلد 4 صفحہ نمبر 310 پر نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو قرع میں رفع حاجت کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کی گئی: قرع کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جھاڑی والی جگہ میں جائے تو گویا اپنے مکان میں ہے حالانکہ وہ تمہارے بھائی جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ سفر کرتے ہوئے راستوں میں جھاڑیوں میں پیشاب وغیرہ کرنے سے بچنا چاہیے، یہ میں نے اس لیے عرض کیا کہ میں نے اکثر سفر کرتے ہوئے لوگوں کو جھاڑیوں میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس وقت تو کچھ نہیں ہوتا مگر بعد میں حالت بگڑ جاتی ہے۔

☆ جنات کی مختلف شکلیں:

علامہ بدرالدین شبلی حنفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اکام المرجان فی احکام الجان کے صفحہ نمبر 21 پر لکھتے ہیں: بلاشبہ جنات انسانوں اور جانوروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، چنانچہ وہ سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بیلوں، گھوڑوں، بکریوں، خچروں، گدھوں اور پرندوں کی شکل میں بدلتے رہتے ہیں۔

☆جنات کی تین قسمیں:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی جلد 3 کے صفحہ نمبر 254 پر حدیث نمبر 3754 نقل فرماتے ہیں۔حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا: جنات کی تین قسمیں ہیں۔

1۔جن کے پر ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔

2۔سانپ اور کتے۔

3۔جو سفر اور قیام کرتے ہیں۔

☆جن اونٹ کی شکل میں:

مسند امام احمد ابن حنبل جلد 7 کے صفحہ نمبر 342 پر حدیث نمبر 20580 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا،تم اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کے قریب نماز مت پڑھو،کیونکہ اونٹ جنوں میں سے بھی پیدا کیے گئے ہیں،کیا تم ان کی آنکھوں اور ان کی پھولی ہوئی سانسوں کو نہیں دیکھتے،جب وہ بدلتے ہیں، ہاں! بکریوں کے باڑے کے قریب نماز پڑھو کیونکہ وہ رحمت کے زیادہ قریب ہیں۔

☆جن کتے کی شکل میں:

کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' کے صفحہ نمبر 24 پر نقل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (بعض) کتے بھی جنات ہوتے ہیں اور یہی کمزور قسم کے جنات ہیں لہذا جس کے کھانے کے وقت کتا آ جائے تو وہ اسے بھی کچھ کھلا دے یا اسے بھگا دے۔

☆جن انسان کی شکل میں:

کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' کے صفحہ نمبر 80 پر نقل ہے۔

حضرت یحییٰ بن ثابت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفص طائفی علیہ الرحمہ کے ساتھ منیٰ میں تھا کہ (ہم نے دیکھا) ایک شیخ جو سفید سر والا اور سفید داڑھی والا تھا (یعنی جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے) لوگوں کو فتویٰ دے رہا ہے۔ حضرت حفص علیہ الرحمہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوایوب! کیا تم اس بوڑھے کو دیکھ رہے ہو جو لوگوں کو فتویٰ دے رہا ہے۔ یہ عفریت جن ہے۔ یہ فرمانے کے بعد حضرت حفص علیہ الرحمہ اس کی قریب گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت حفص علیہ الرحمہ نے اس کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا تو اس نے اپنے جوتے اٹھائے اور بھاگنا شروع کر دیا۔ لوگ بھی اس کے

پیچھے بھاگے۔ حضرت حفص علیہ الرحمہ کہنے لگے: اے لوگو! یہ عفریت جن ہے۔

☆ کیا جنات شریعت کے مکلف ہیں؟

جس طرح انسانوں پر شرعی احکامات لاگو ہوتے ہیں، اسی طرح جنات بھی شریعت مطہرہ کے پابند ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد 10 کے صفحہ نمبر 665 پر لکھتے ہیں: بلاشبہ جنات بھی انسانوں کی طرح شریعت کے مکلف ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فتاویٰ حدیثیہ کے صفحہ نمبر 99 پر لکھتے ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ جنات ہر چیز میں نبی علیہ السلام کی شریعت کے مکلف ہیں۔ اخبار و آثار میں وارد ہے کہ مومنین جنات نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، تلاوت قرآن کرتے ہیں، علوم دینیہ اور روایت حدیث انسانوں سے حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ انسانوں کو اس کا پتا نہ چلے۔

☆ کیا جنات بھی مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں؟

جس طرح انسانوں میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح جنات میں بھی دین اسلام کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں قسم کے گروہ

موجود ہیں۔

کتاب العظمۃ صفحہ نمبر 429 پر نقل ہے۔ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنات میں مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔

الحدیقۃ الندیۃ جلد اول صفحہ نمبر 73 پر علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ہمارے نبی پاک ﷺ جن و انس کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو جو آپ ﷺ کے دین میں داخل ہوا، وہ گروہ مومنین میں ہے اور دنیا و آخرت اور جنت میں ان کے ساتھ ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کو جھٹلایا، وہ شیطان ہے اور مومنین کے گروہ سے دور اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

☆ کیا جنات میں بھی فرقے ہوتے ہیں؟

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 432 پر نقل ہے۔ حضرت اسماعیل بن عبدالرحمن سدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنوں کے بھی تمہاری طرح فرقے ہوتے ہیں جیسے رافضی، مرجیہ اور قدریہ وغیرہ۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ جنات میں بھی مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً بریلوی، دیوبندی، غیر مقلد (اہلحدیث)، قادیانی، شیعہ، خارجی، منکرینِ حدیث، مرجیہ، قدریہ وغیرہ جنات ہوتے ہیں جبکہ کئی

جنات بزرگان دین سے نسبت رکھنے والے قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔اسی طرح کئی جنات حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی بھی ہوتے ہیں۔بس یوں سمجھ لیں کہ جس طرح انسانوں کا مذہبی معاملہ ہے، جنات کا بھی اسی طرح مذہبی سلسلہ ہے۔

☆ابلیس کے پوتے کی توبہ:

لقط المرجان فی احکام الجان کے صفحہ نمبر 216 پر نقل ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ایک دن ہم حضور پُرنور ﷺ کے ہمراہ کوہ تمامہ پر بیٹھے تھے۔اچانک ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لیے ظاہر ہوا اور اس نے حضور پُرنور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔آپ ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا: اس کی آواز جنات جیسی ہے۔آپ ﷺ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ میرا نام ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تو گویا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتیں ہیں۔سرورِکونین ﷺ نے اس کی عمر پوچھی تو عرض کی: جتنی دنیا کی عمر ہے، اتنی یا اس سے تھوڑی سی کم ہے۔یارسول اللہ ﷺ! جن دنوں قابیل نے حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، اس وقت میں چند برس کا بچہ ہی تھا مگر بات سمجھتا تھا۔پہاڑوں میں دوڑتا

پھرتا تھا اور لوگوں کا کھانا اور غلہ چوری کرلیا کرتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں وسوسے بھی ڈالتا تھا تاکہ وہ اقارب کے ساتھ بدسلوکی کریں۔ آقا ﷺ! میں نے حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھوں پر توبہ کرلی ہے اور ان کے ساتھ ان کی مسجد میں ایک سال تک رہا ہوں۔ میں حضرت ہود، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی مقدس صحبتوں سے مستفیض ہو چکا ہوں اور ان سے تورات شریف سیکھی ہے اور ان کا سلام حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یا سید الانبیاء ﷺ، حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تجھے نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو تو میرا سلام ان سے عرض کرنا، سو میں اپنی اس امانت سے سبکدوش ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں اور یہ بھی آرزو ہے کہ مجھے آپ اپنی زبان حق ترجمان سے کچھ کلام الٰہی تعلیم فرمائیے۔

نبی پاک ﷺ نے اس کو سورۂ مرسلات، عمہ یتساء لون، سورۂ اخلاص، معوذتین (سورۂ فلق وناس) اور اذا الشّمس یہ سورتیں تعلیم فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ اے ہامہ! جب تمہیں کوئی حاجت ہو، میرے پاس آ جانا اور میری ملاقات نہ چھوڑنا۔

☆جن قرآن بھول جاتے تو

سرکار ﷺ سے آکر معلوم کرتے:

حضرت خطیب بغدادی علیہ الرحمہ مالک کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ جارہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑا (نر) اژدھا سامنے آیا اوراس نے اپنا سر کونین کے والی ﷺ کے کان مبارک پر رکھ دیا اور نبی پاک ﷺ نے اپنا مونہہ مبارک اس کے کان پر رکھ دیااوراس نے سرگوشی فرمائی پھرایسالگا کہ زمین نے اسے نگل لیا ہو۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے بارے میں ڈرگئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ جنوں کے وفد کا قاصد تھا، جنات قرآن کی ایک سورت بھول گئے تھےتو جنوں نے اسے میری طرف بھیجا چنانچہ میں نے اسے قرآن کریم کی وہ سورت بتادی۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص نمبر 150)

☆کیا جنات میں بھی نیک اور بد ہوتے ہیں:

جس طرح ہمیں انسانوں میں اچھے برے ہر دوطرح کےلوگوں سے واسطہ پڑتا ہےاسی طرح جنات میں بھی نیک و بد دونوں طرح کے جنات ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید کی سورۂ جن کی آیت نمبر 11 میں جنات کا قول حکایت فرماتا ہے۔

القرآن: وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ۔ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا

ترجمہ: اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں، ہم کہیں راہیں پھٹے ہوئے ہیں۔

شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 163 پر نقل ہے۔ حضرت حلیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ زندہ، عاقل اور بولنے والی مخلوق کی دو ہی قسمیں ہیں۔ انسان اور جن۔ اور ان میں ہر گروہ کی پھر قسمیں ہیں۔ نیک اور بد...... انسانوں کو ابرار کہا جاتا ہے پھر ان میں رسول بھی ہوتے ہیں اور عام انسان بھی، جبکہ برے لوگوں کو اشرار کہا جاتا ہے پھر ان میں کچھ کافر ہوتے ہیں اور کچھ نہیں۔ برے جنات کو شیاطین کہا جاتا ہے۔

☆ نیک جنات بدمذہبوں کے گھر میں نہیں رہتے:

صفۃ الصفوۃ جلد 4 کے صفحہ نمبر 385 پر نقل ہے۔ حضرت سلمہ بن شبیب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا اور اپنا گھر بیچ

دیا۔ جب میں نے اس کو خالی کر کے خریدار کے سپرد کر دیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر (جنوں کو مخاطب کر کے) کہا اے گھر والو! ہم تمہارے پڑوسی رہے تو تم نے ہمیں اچھا پڑوس مہیا کیا (یعنی جن ہو کر بھی نہ ستایا) اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ ہم نے تم سے بھلائی ہی دیکھی۔ اب ہم نے اپنا گھر بیچ دیا ہے اور مکہ مکرمہ منتقل ہو رہے ہیں۔ فَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی لہذا تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

تو گھر میں سے کسی جواب دینے والے نے جواب دیا (وہ نظر نہیں آ رہا تھا): اللہ تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے، ہم نے بھی تم سے بھلائی ہی بھلائی دیکھی اور ہم بھی یہاں سے جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ جس نے یہ گھر خریدا ہے وہ رافضی ہے جو حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا ہے۔

☆ جن بھی صالحین کی حفاظت کرتے ہیں:

امام بیہقی علیہ الرحمہ ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب خیبر سے چلے تو دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا اور ایک دوسرے شخص نے

ان دونوں کا پیچھا کیا جو کہہ رہا تھا: تم دونوں واپس ہوجاؤ، واپس ہوجاؤ، یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ان دونوں کو واپس لوٹا دیا پھر وہ پہلے آدمی سے جاملا اور ان سے کہا: یہ دونوں شیطان ہیں اور میں ان دونوں کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو تم سے واپس لوٹا دیا۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تو ان کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور عرض کرنا ہم صدقات جمع کر رہے ہیں، جیسے ہی جمع ہوگیا، ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں گے۔ جب وہ صاحب مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد سے اکیلے سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

☆ لیموں والے گھر میں جن نہیں آتے:

امام سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب لقط المرجان فی احکام الجان کے صفحہ نمبر 150 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی علی بن حسن خلعی علیہ الرحمہ کی سوانح میں کہا ہے کہ جنات ان کے پاس آتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ عرصہ دراز تک نہیں آئے تو قاضی صاحب نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو جنوں نے بتایا کہ آپ کے گھر میں لیموں تھا اور ہم ایسے گھر میں نہیں آتے جس میں لیموں ہوتا

ہے۔

☆ جنات کی موت:

محترم حضرات! جس طرح انسان اپنی مدت حیات پوری کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔اسی طرح جنات کو بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑتا ہے چنانچہ تفسیر درمنثور جلد 6 کے صفحہ نمبر 542 پر نقل ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت کے ذمہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے کا کام لگایا گیا ہے۔وہی ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ایک فرشتہ جنوں کی روح قبض کرنے کے لیے ہے۔ایک فرشتہ شیاطین کی روحیں قبض کرنے کے لیے ہے جبکہ ایک فرشتہ پرندوں، وحشیوں، درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں کو موت دینے پر مامور ہے اس طرح یہ چار فرشتے ہیں۔

☆ جنات کے دفن کا واقعہ:

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 422 پر یہ واقعہ نقل ہے۔حضرت معاذ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا: یا امیر المومنین! کیا میں آپ کو ایک دلچسپ بات نہ بتاؤں؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے

اجازت ملنے پر وہ کہنے لگا: میں ایک وسیع بیابان میں تھا کہ ہوا کے دو بگولے آئے، جو آپس میں گتھم گتھا ہوئے اور پھر جدا ہو گئے۔ میں ان کے گتھم گتھا ہونے والی جگہ پر گیا تو وہاں میں نے ایسے سانپ دیکھے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اچانک مجھے ان سے کستوری کی خوشبو محسوس ہوئی تو میں ان سانپوں کو الٹ پلٹ کرنے لگا کہ اتنی پیاری اور پاکیزہ خوشبو کس سانپ سے آ رہی ہے؟ بالآخر معلوم ہوا کہ یہ ایک چھوٹے سے پہلے سانپ سے آ رہی ہے جو مر چکا تھا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ ان میں سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں نے اسے پکڑا اور اپنے عمامے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ دفن سے فارغ ہونے کے بعد ابھی میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک منادی نے مجھے آواز دی کہ تو ہدایت یافتہ ہے۔ یہ سانپ درحقیقت جن تھے جو آپس میں جھگڑتے تھے اور جس کو تم نے پکڑا اور دفن کیا تھا، وہ شہید تھا اور یہ ان سعادت مند جنوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید سنا تھا۔

☆ کیا جنات سے بھی حساب ہوگا؟

محترم حضرات! محشر کے میدان میں جہاں انسان اپنے رب کی بارگاہ میں حساب اعمال کے لیے کھڑے ہوں گے، وہیں جنات بھی اپنے اعمال کے جواب

دہ ہوں گے چنانچہ سورۂ رحمن کی آیات 33 تا 35 ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اے جن و انسان کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپیٹ اور بے لپیٹ کا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے۔

مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں (یعنی تم) اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے بلکہ یہ لپٹ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے۔ پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تاکہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچا سکو۔

☆ جنات کو ثواب و عذاب:

جس طرح انسانوں کو حساب محشر کے بعد بارگاہ رب العزت سے بخشش کا پروانہ جاری ہوگا یا (معاذ اللہ) دخول جہنم کا حکم ملے گا۔ اسی طرح جنات کو بھی ان کے اچھے کاموں پر ثواب اور برے کاموں پر عتاب کا سامنا ہوگا چنانچہ سورۂ جن کی آیت نمبر 15 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا

ترجمہ: اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے۔

مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر جن آتش جہنم کے عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے۔

دوسرے مقام پر سورۂ احقاف کی آیت نمبر 18 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ زیاں کار تھے اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں اور تا کہ اللہ ان کے کام انہیں پورے بھر دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری جلد 10 کے صفحہ نمبر 645 پر لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جنات کی جزا وسزا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہاں، ان کے لیے ثواب بھی ہے اور عذاب بھی ہے۔ علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ کافر جنات کو آخرت میں

عذاب ہوگا۔

☆حاضرات کرکے جنات سے پوچھنا کیسا؟

فتاویٰ افریقہ صفحہ نمبر 177 پر نقل ہے۔امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔(کچھ لوگ) حاضرات کرکے موکلانِ جن سے پوچھتے ہیں۔فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حرام ہے تو اب جن غیب کے علم سے نرے جاہل ہیں۔ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔

☆عورت پر بزرگ کی سواری آتی ہے یا جنات:

مفتی محمد وقار الدین صاحب علیہ الرحمہ وقار الفتاویٰ جلد اول کے صفحہ نمبر 177 پر فرماتے ہیں۔کسی مرد یا عورت پر کسی بزرگ کی سواری نہیں آتی۔یہ دعویٰ فریب (یعنی دھوکہ) ہے صرف جنات کا اثر ہوتا ہے، وہ بھی کسی کسی پر۔مگر ایسی حالت میں جنات سے سوال کرنا یا آئندہ کا حال (چھپی ہوئی خبریں) معلوم کرنا جائز نہیں ہے۔قرآن مجید سورۂ سبا آیت 14 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ

ترجمہ: پھر جب سلیمان زمین پر آیا، جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر (یہ) غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

جنات سے سوال کرنا جو خود نہیں جانتے۔ عقل کے خلاف ہے اور حکم قرآنی کے منافی ہے۔

☆ پھر جنات گزشتہ حالات کیسے بتاتے ہیں؟

یقیناً بسا اوقات جنات گزشتہ حالات کی درست اطلاعات دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں مثلاً آپ کو دس سال قبل سخت بخار آ گیا یا آپ پندرہ سال قبل فلاں قبرستان میں ڈر گئے تھے یا آپ کے بچے کے سر پر چوٹ لگی تھی وغیرہ وغیرہ۔

گزشتہ حالات بتانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ باتیں وہ حاضری کا جن آپ کے ہمزاد سے پوچھ لیتا ہے۔ تو ہمزاد کے ذریعے ملی ہوئی اطلاع کو "علم غیب" نہیں کہتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد بھی پیدا ہوتا ہے جو کہ کافر جن ہوتا ہے اور وہ ہر وقت ساتھ رہنے کی وجہ سے اس طرح کی باتیں دیکھتا رہتا ہے۔

محترم حضرات! میں نے بہت مختصر کر کے جنات کے متعلق معلومات آپ

کی خدمت میں پیش کیں تاکہ آپ کے علم دین میں اضافہ ہو اور آپ اس حوالہ سے دوسرے مسلمانوں کی بھی رہنمائی کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو خوب علم دین حاصل کرنے اور مطالعہ کا شوق پیدا فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جادو کی حقیقت

اور اس کا علاج

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ لَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ اشۡتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 102 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کی ذات بہت عظیم ذات ہے۔ وہ جب چاہے جسے چاہے جس وقت چاہے جو چاہے، عطا کرسکتا ہے۔اس کے دست قدرت کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ انسان کو اپنے رب کی تقسیم پر ہر وقت راضی رہنا چاہیے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا چاہیے اور رب تعالیٰ نے کسی کو خوب نوازا ہے تو اس کے مال و دولت، حسن و جمال اور خوشیوں سے حسد نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ سوچ رکھنی چاہیے کہ اسے جو ملا ہے، جتنا ملا ہے، سب کچھ میرے رب نے عطا کیا ہے تو کیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا پر اعتراض کروں؟

محترم حضرات! پھر یہ حسد نفرت میں بدل جاتی ہے۔ دل میں نفرت کی آگ شعلے بلند کررہی ہوتی ہے بالآخر نفرت کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جادو جیسی غلیظ چیز کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے جادو کروا کر اس کے خوشیوں بھرے چمنستان کو اجاڑ دیا جاتا ہے پھر بھی نفرت کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ جادو پر جادو کے وار جاری رکھے جاتے ہیں۔اسے کسی صورت اُٹھنے اور سنبھلنے کا موقع نہیں دیتے اور یوں اس کو تڑپتا ہوا پریشان حال دیکھ کر اپنے دل کو تسکین پہنچاتے رہتے ہیں۔

مگر کب تک؟ پھر وہ وقت آتا ہے کہ ایسا غلیظ کام کرنے اور کروانے والے جب رب تعالیٰ کی پکڑ میں آتے ہیں تو پھر انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اللہ کرے

ایسے لوگ اپنی روش سے باز آجائیں۔

محترم حضرات! آج کا ہمارا موضوع جادو ہے۔اس لیے ہم اپنے موضوع کی طرف چلتے ہیں اور سنتے ہیں کہ جادو کی حقیقت کیا ہے؟ کیا جادو کا کوئی وجود ہے؟ کیا جادوئی عمل سامنے والے کی زندگی اور صحت پر اثر انداز ہوسکتا ہے؟ کیا جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کیا جاسکتا ہے؟ کیا انبیاء کرام علیہم السلام اور حضور ﷺ پر جادو کیا گیا؟ ان تمام باتوں کا قرآن وحدیث سے کہاں تک تعلق ہے۔دلائل کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆جادو کے معنی:

سب سے پہلے جادو کے معنی سنتے ہیں۔عربی میں جادو کو''سحر'' کہتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں کئی مرتبہ بیان ہوا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق لفظ''سحر'' قرآن مجید میں 37 سینتیس مرتبہ آیا ہے۔

☆جادو کا ثبوت قرآن مجید سے:

محترم حضرات! جادو کا وجود ہے۔اس معنی میں کہ اس کے اثرات ہوتے ہیں،خواہ یوں کہ کسی چیز پر حقیقتاً اثر ہو یا یوں کہ لوگوں کی نظر بندی ہو۔قرآن مجید فرقان حمید میں سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 65 تا 70 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

مقابلے میں جادوگروں کے جادو کرنے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّا اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۔ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۔ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ۝

ترجمہ: جادوگر بولے اے موسیٰ! پہلے ہم ڈالیں یا تم ڈالو گے، موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔ تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف پایا۔ ہم نے فرمایا: ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔

ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا۔وہ جو بنا کر لائے ہیں۔وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے،تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے۔ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے۔

دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 102 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

ترجمہ: ہاں شیطان کافر ہوئے،لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

امام شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار جلد اول صفحہ نمبر 44 (مطبوعہ دارالفکر بیروت) پر فرماتے ہیں۔شرح زعفرانی میں ہے: جادو کا وجود، اس کا تصور اور اس کا اثر ہمارے نزدیک حق ہے۔

محترم حضرات! معتزلہ کے نزدیک جادو کی کوئی حقیقت نہیں اور ان کے نزدیک یہ محض نظر بندی اور شعبدہ بازی ہے۔اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔لیکن جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک جادو ایک حقیقت ہے اور اس کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔چنانچہ علامہ تفتازانی، شرح المقاصد، جلد 5 کے صفحہ نمبر 79 تا 81 پر فرماتے ہیں۔معتزلہ نے کہا کہ سحر (جادو) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ان

کے نزدیک یہ محض نظر بندی ہے اور اس کا سبب کرتب، ہاتھ کی صفائی اور شعبدہ بازی ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ سحر فی نفسہ ممکن ہے اور رب تعالیٰ اسے پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس کا خالق ہے۔ جادوگر صرف فاعل اور کاسب ہے اور اس کے وقوع اور حقیقت پر تمام فقہاء اسلام کا اجماع ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم جلد 14 کے صفحہ نمبر 174 پر فرماتے ہیں کہ امام مازری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اہل سنت اور جمہور علماء اُمّت کا مذہب یہ ہے۔ جادو کا اثبات ہے اور یہ کہ دیگر اشیاء ثابتہ کی طرح اس کی حقیقت ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس (جادوگر) کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ اس کو سیکھا جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ جادو ان چیزوں میں سے ہے جن سے کفر کیا جاتا ہے اور یہ کہ اس کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کرادی جاتی ہے اور یہ تمام چیزیں اس میں ممکن نہیں، جس کی حقیقت نہ ہو اور یہ حدیث (جس میں حضور ﷺ پر جادو کرنے کا ذکر ہے) بھی جادو کے اثبات کو واضح کرتی ہے۔

☆ حدیث میں حضور ﷺ پر جادو کا ذکر:

حدیث شریف = بخاری شریف، (مترجم) کتاب بدء الخلق میں حدیث

نمبر 3038 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ پر جادو کر دیا گیا تو آپ ﷺ کی یہ حالت ہوگئی کہ آپ کو کچھ نہ کرنے کے باوجود خیال ہوتا کہ میں نے یہ کام کر دیا ہے حالانکہ وہ (کام) کیا نہ ہوتا۔ ایک دن آپ میرے پاس تھے۔ آپ دعا کرتے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کریم نے مجھے اس سے شفایابی کا نسخہ سکھایا (میں نے عرض کیا: وہ کیا یارسول اللہ ﷺ) آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا، اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے کیا؟ جواب دیا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا: کس چیز سے؟ کہا: کنگھی اور کنگھی سے نکلنے والے بالوں کو نر کھجور کی جھلی میں رکھ کر۔ پوچھا: وہ کہاں ہے؟ جواب دیا: ذروان کے کنویں میں۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ (اپنے صحابہ کے ساتھ) اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اس کنویں کے پاس شیاطین کے سروں کی مثل درخت تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں نے عرض کی: آپ نے اس کو ظاہر کیا؟ فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دی اور شفا بخشی

اور میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں شر (فتنہ) نہ پھیلے پھر آپ ﷺ نے اس جادو کی چیز کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

تفسیر خازن جلد 4 کے صفحہ نمبر 428 پر امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور ﷺ پر جادو کیا اور حضور ﷺ کے جسم مبارک اور ظاہری اعضاء پر اس کا اثر ہوا۔ البتہ دل، عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند دنوں بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے عرض کی: ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے، وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے نیچے دبایا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا تو اس کے نیچے سے کھجور کے درخت کے نرم حصے سے بنی ہوئی تھیلی برآمد ہوئی جس میں حضور ﷺ کے وہ موئے مبارک جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور نبی پاک ﷺ کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلا تھا جس میں گیارہ سوئیاں چھپی ہوئی تھی۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکالا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ رب تعالیٰ نے سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل فرمائیں۔ ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ پانچ سورۂ فلق اور چھ سورۂ ناس میں۔ ہر ایک آیت کے

پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور ﷺ بالکل تندرست ہو گئے۔

محترم حضرات! یہ بات یاد رہے کہ جادو کا اثر صرف حضور ﷺ کی جسمانی صحت تک محدود تھا۔ رسالت کا کوئی پہلو اس سے قطعاً متاثر نہ تھا۔ اس بات کو امام نووی علیہ الرحمہ نے بھی مسلم شریف کی شرح جلد 14 کے صفحہ نمبر 175 پر بیان فرمایا۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس طرح کی جتنی روایات آئی ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ جادو کا اثر آپ کے جسد اطہر اور ظاہری اعضاء پر ہوا تھا۔ آپ کی عقل، آپ کے دل اور اعتقاد پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

محترم حضرات! آپ نے جادو کی حقیقت قرآن مجید سے سنی اور جان لیا کہ جادو حق ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہ معلوم کرتے ہیں کہ کیا کسی صحابی رسول پر بھی جادو کروایا گیا؟

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر جادو کروایا گیا:

الترغیب جلد 2 کے صفحہ نمبر 303 پر نقل ہے۔ صحابی رسول حضرت خالد بن

ولید رضی اللہ عنہ بہت بہادر اور نڈر ہستی ہیں۔ بارگاہ رسالت سے آپ نے سیف اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تلوار کا لقب پایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کسی نے جادو کر دیا، جس کے باعث جنات نے آپ پر حملہ کیا تو آپ پر خوف طاری ہو گیا اور رات کے وقت آپ کو ڈراؤنے خواب آتے جس کی وجہ سے آپ بے چینی محسوس فرماتے لہذا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات "اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ" رات کو تین مرتبہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور ان کلمات کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک مرتبہ پڑھا، دوسری مرتبہ پڑھا اور جب تیسری مرتبہ پڑھا تو آپ پر کرم ہوا۔ اس کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے جو مجھے کلمات سکھائے،

میں وہ تین مرتبہ مکمل نہ کرسکا۔ یہاں تک کہ اللہ کریم نے میری تمام تکالیف کو دور کردیا۔ وہ رات جب مجھ پر خوف مسلط تھا۔ میں نے یہ وظیفہ پڑھا تو آپ ﷺ کی تعلیم کی برکت سے مجھ میں اتنی بہادری آ گئی کہ اگر اس وقت مجھے شیر کے پنجرے میں ڈال دیا جاتا تو مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔

محترم حضرات! اس روایت سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بھی جادوئی حملے ہوئے اور انہیں بھی جادو کے ذریعے تکالیف دینے کی کوششیں کی جانے لگیں مگر آقا و مولا ﷺ کی رہنمائی نے انہیں ہر جادو ہر بلا سے نجات دلادی۔

☆لوگوں میں جادو کس طرح عام ہوا؟

جامع البیان جلد اول کے صفحہ نمبر 353 پر نقل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دورِ حکومت سے پہلے سرکش جنات، شیاطین آسمان دنیا کے قریب جاتے اور وہاں چھپ کر فرشتوں کا کلام سنتے، فرشتوں پر جو اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا، وہ ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچاتے۔ اس میں اس طرح کی باتیں ہوتیں کہ کون کب مرے گا؟ بارش کب ہوگی؟ جنات یہ باتیں سن کر کاہنوں اور جادوگروں کو بتادیتے۔ کاہن و جادوگر یہ باتیں لوگوں کے آگے بیان کرتے۔

بعض اوقات وہ باتیں وقوع پذیر ہو جاتیں۔ یہ کاہن لوگ جنات کی طرف سے ملنے والی خبروں کے ساتھ ساتھ اپنے پاس سے بہت سی باتیں لوگوں کو بیان کر کے ان میں فساد کروا دیتے تھے۔

جادوگروں اور کاہنوں نے ان باتوں کو کتابوں میں لکھنا شروع کیا جو وہ جنات سے حاصل کرتے تھے۔ پھر جنات نے کاہنوں کو جادو کی اقسام سکھائیں اور وہ منتر سکھائے جن کے پڑھنے سے سرکش جنات، شیاطین خوش ہوں اور وہ جادوگر کے لیے کام کریں۔ اس طرح شیاطین کی مدد سے جادوگروں نے کتابیں لکھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تلاش کروا کر ان کتابوں کو ضبط فرمایا اور ایک صندوق میں ڈال کر اپنے تخت کے نیچے دفن کروا دیا۔ جنات میں سے اگر کوئی آپ کی کرسی (تخت) کے قریب آتا تو وہ جل جاتا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور ایک عرصہ گزر گیا جس میں علمائے ربانیین بھی وصال کر گئے پھر شیطان انسانی صورت میں بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں تمہیں ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: ضرور بتاؤ۔ شیطان ان لوگوں کو لے کر وہاں پہنچا جہاں سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا۔ کہنے لگا: یہاں کھدائی کرو۔ لوگوں نے کھدائی کی تو صندوق نکلا۔ کہنے لگا: اسے کھولو۔ جب لوگوں نے صندوق کھولا تو اس میں کتابیں نکلیں جس میں جادوئی

منتر لکھے تھے۔شیطان کہنے لگا۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا خزانہ ہے اور یہ ان کا علم (اور جادو) ہے (معاذ اللہ)...... اس کی بدولت سلیمان علیہ السلام انسانوں، پرندوں، جنات اور ہوا پر حکومت کیا کرتے تھے۔لوگوں نے شیطان کی اس گفتگو سے متاثر ہوکر جادو سیکھا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دینے لگے۔اس طرح شیطان نے جادو کو لوگوں کے درمیان عام کر دیا اور یہ بات مشہور کر دی کہ (معاذ اللہ) حضرت سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے۔حضور ﷺ کی آمد تک یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہی رائے رکھتے تھے کہ وہ نبی نہیں، جادوگر تھے۔

جب حضور ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر انبیاء کرام علیہم السلام میں کیا تو یہودی شور مچانے لگے اور اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ نبیوں کے ذکر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ وہ تو جادوگر تھے (معاذ اللہ) اس پر آیت نازل ہوئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا، کیونکہ اکثر جادو خصوصا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جو جادو تھا، وہ کفریہ جادو ہوتا تھا۔اس میں کفریہ اور شرکیہ منتر ہوتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

ترجمہ: سلیمان نے کفر نہیں کیا ہاں شیاطین کفر کرتے ہیں اور لوگوں کو جادو سکھاتے۔

محترم حضرات! یہ تو آپ نے جان لیا کہ لوگوں میں جادو کس طرح عام ہوا اور کس طرح یہ بڑھتے بڑھتے ہر دور میں جاری رہا اور آج بھی لوگ اسے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ جادو کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور اگر اس میں کوئی کفریہ بات ہو تو کرنے والا کافر ہوجائے گا۔ جادو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے۔ احادیث میں جادو کرنے والوں کی سختی سے مذمت کی گئی ہے، چنانچہ آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتا ہوں تاکہ کوئی اگر اس مذموم کام میں ملوث ہے تو اب بھی وقت ہے، توبہ کرلے ورنہ ہلاکت و بربادی کے لیے تیار ہوجائے۔

☆ ہلاک کرنے والی چیزیں:

حدیث شریف = صحیح بخاری کتاب الوصایا میں حدیث نمبر 2766 نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد

فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی چیزیں ہیں؟ ارشاد فرمایا۔

1......اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

2......اس جان کو ناحق قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا

3......سود کھانا

4......یتیم کا مال کھانا

5...... جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا

6...... پاکباز عورتوں پر تہمت لگانا

7......جادو کرنا

☆ نجومیوں کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین کرنا:

بعض لوگ کاہنوں، نجومیوں اور رمل و جفر کے جھوٹے دعویداروں کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔ اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں، فالنامے نکلواتے ہیں پھر اس کے مطابق آئندہ زندگی کا لائحہ عمل بناتے ہیں۔ اس طرز عمل میں نقصان ہی نقصان ہے۔

حدیث شریف = صحیح مسلم، باب تحریم الکهانة واتیان الکهان

میں حدیث نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی عراف (نجومی) کے پاس جا کر کسی چیز کے بارے میں دریافت کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 21 کے صفحہ نمبر 155 (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن) پر فرماتے ہیں۔ کاہنوں اور جوتشیوں (جوگیوں) سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا (اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں، حق ہے تو کفر خالص ہے اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر ہزل و استہزاء (ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو عبث و مکروہ (بیکار اور ناپسندیدہ) ہے۔ ہاں اگر بقصد تعجیز (یعنی عاجز و ذلیل کرنا) ہو تو حرج نہیں۔

محترم حضرات! عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر ان نجومیوں اور جعلی عاملوں کے پاس اتنا علم ہوتا تو یہ خود اپنا ہاتھ دیکھ کر اپنی قسمت کا حال معلوم کیوں نہیں کر لیتے؟ وہ خود اپنا حساب و کتاب لگا کر مالدار کیوں نہیں بن جاتے؟ معلوم ہوا کہ یہ لوگ دھوکہ باز ہیں، فریبی ہیں۔ اللہ کرے ہمارے مسلمان بھائی اور خصوصاً ہماری بہنیں اس حقیقت کو سمجھیں۔

محترم حضرات! اب آخر میں احادیث و علمائے اُمّت کے اقوال کی روشنی

میں جادو کا علاج سنتے ہیں۔

☆جادو کے علاج:

1......عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 14 صفحہ نمبر 64 پر علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے حضرت وہب علیہ الرحمہ سے حکایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: بیری کے سات پتے لے کر ان کو دو پتھروں کے درمیان کوٹ (پیس) لیا جائے۔ پھر انہیں پانی میں ملا لیا جائے اور اس پانی پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے اور اس میں تین گھونٹ مسحور (جس پر جادو کیا گیا ہے اسے) پلا دیئے جائیں اور باقی سے اسے غسل دیا جائے (غسل کسی ٹب وغیرہ میں کرے کہ پانی باہر نہ گرے پھر پانی جمع کر کے کیاری وغیرہ میں ڈال دیں) ان شاءاللہ جادو ختم ہو جائے گا۔

2......سنن نسائی میں حدیث نمبر 2065 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ کلمات نہ بتاؤں جو (شریر جنات، جادو اور نظر بد سے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب میں سب سے افضل ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں (آپ ضرور بتائیے) ارشاد فرمایا: وہ کلمات یہ دونوں سورتیں ہیں۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔

3......صحیح بخاری میں حدیث نمبر 5445 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے نہار مونہہ عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لیے، اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے گا۔

4......ابو داؤد شریف کتاب الطب میں ہے: جس شخص کو جادو یا جنات کی وجہ سے برے خواب آتے ہوں، گھبراہٹ ہوتی ہو یا خوف محسوس ہوتا ہو، اسے چاہیے کہ یہ دعا پڑھ کر دم کرلے یا کروالے، شفا ہوگی۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ ٗ

5......جنتی زیور کے صفحہ نمبر 609 پر ہے کہ جادو ٹونا کے لیے یہ آیت لکھ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پڑھ کر پلائیں اور اسی پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو کسی بڑے ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی کیاری وغیرہ میں جگہ ڈال دیں۔

آیت یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ- اِنَّ

اللّٰہَ سَیُبۡطِلُہٗ۔اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ

6......عجائب القرآن کے صفحہ نمبر 231 پر نقل ہے کہ سورۂ فلق اور سورۂ ناس یہ دونوں سورتیں جن وشیاطین اور نظر بد وآسیب اور تمام امراض خصوصاً جادو ٹونے کا مجرب علاج ہیں۔ان کو لکھ کر تعویذ بنائیں اور گلے میں پہنائیں اوران کو بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں اور کھانے پانی اور دواؤں پر پڑھ کر پھونک ماریں اور مریض کو کھلائیں پلائیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ ہر مرض خصوصاً جادو ٹونا دفع ہوجائے گا اور مریض شفایاب ہوجائے گا۔

7......اسلامی زندگی کے صفحہ نمبر 134 پر نقل ہے۔اگر شب براءت سات بیری کے پتے پانی میں جوش دے کر (جب پانی نہانے کے قابل ہوجائے تو) غسل کرے،ان شاءاللہ پورا سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔

یاد رہے کہ رات مغرب کے بعد شروع ہوتی ہے لہذا چودہ شعبان کو عصر کے بعد بیری کے پتوں سے نہانے پر یہ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ مغرب یا عشاء کے بعد نہانے پر فائدہ حاصل ہوگا۔

محترم حضرات! یہ میں نے جادو کے مختصر علاج آپ کی خدمت میں بیان کیے تاکہ آپ خود بھی اپنا علاج کرسکیں۔بس آخر میں آپ کی خدمت میں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ جعلی عامل لوگوں کے ذہنوں میں یہ باتیں بٹھاتے ہیں اور ہر آنے والے سے کہتے ہیں کہ تم پر کالا جادو کیا گیا ہے،تمہارا روزگار

سفلی کے ذریعہ باندھا ہوا ہے، خواتین کو وہم میں مبتلا کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ تم پر تمہاری ساس نے جادو کروایا ہے۔ ساس سے یہ کہتے ہیں کہ تم پر تمہاری بہو نے کروایا ہے۔ اس طرح عوام ان جاہل اور جعلی عاملوں کے فریب میں پھنستی چلی جاتی ہے اور یوں ان کا دھندا روز بروز چمکتا جا رہا ہے۔

میری سنی عوام سے گزارش ہے کہ خدارا! ان کی جعلی اور بناوٹی باتوں میں نہ آئیں۔ ان کی باتوں پر یقین نہ کریں۔ اگر کبھی کسی مشکل میں آ جائیں تو صرف اور صرف سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل سے رجوع کریں جو صحیح عملیات جانتا ہو کیونکہ یہاں ایسے ایسے دھوکہ باز بھی بیٹھے ہیں جو اپنے آپ کو سنی اور فلاں فلاں بزرگ کا خلیفہ اور نسل سے بتلاتے ہیں مگر وہ بدمذہب ہوتے ہیں۔ بعض تو مسلمان بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم کے سائے میں رکھے اور ہر مصیبت و پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

موبائل کا استعمال شرعی اصولوں کے مطابق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا-اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ لقمان سے آیت نمبر 6 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! اگر آپ دنیاوی ترقیوں اور ایجادات پر نظر ڈالیں تو تھوڑے ہی عرصے میں ایک نت نئی ایجاد سامنے آتی ہے اور وہ نت نئی ایجاد ایسی ہوتی ہے کہ وہ پرانی چیز کی اہمیت کو کم یا ختم کر دیتی ہے، انہی ایجادات میں ایک مشہور زمانہ چیز موبائل بھی ہے۔ اب تو یہ اس قدر عام ہو چکا ہے کہ ہر چھوٹے، بڑے، مرد و عورت اور بوڑھے جوان ہر کسی کے پاس دو نہیں تو ایک موبائل تو ضرور ہوگا۔

محترم حضرات! ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک فائدہ مند اور دوسرا نقصان دہ۔ موبائل میں بھی یہی دو پہلو موجود ہیں مگر میری ناقص تحقیق کے مطابق ہوسکتا ہے آپ میری بات سے اتفاق نہ کریں، موجودہ دور میں موبائل میں فائدہ مند پہلو کم اور نقصان دہ پہلو بہت زیادہ نظر آ رہے ہیں مثلاً کوئی موبائل پر گھنٹوں گفتگو کر کے اپنے وقت جیسی عظیم نعمت کو ضائع کر رہا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی قوت سماعت کو بھی نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے۔ کوئی تنہائی میں بیٹھ کر موبائل پر گندی گندی فلمیں دیکھ کر اپنی آنکھوں کو جہنم کی آگ کا مستحق بنا رہا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی جوانی جیسی عظیم نعمت کو برباد کر رہا ہوتا ہے۔ کوئی پورا دن چلتے پھرتے، موٹر سائیکل اور کار میں سفر کرتے ہوئے ہینڈ فری کے ذریعے گانے سن کر اپنے

کانوں کوجہنم کی آگ کا مستحق بنا رہا ہوتا ہے،کوئی ناجائز تعلقات میں موبائل استعمال کر کے نامحرم کی آواز گھنٹوں سن کر گناہوں کا انبار لگا رہا ہوتا ہے۔کوئی مسجد کی صفوں میں بیٹھ کر موبائل کو چیک کرنے کے لیے دیکھ رہا ہوتا ہے حقیقتاً وہ نمازیوں کو بدگمانی میں مبتلا کر رہا ہوتا ہے،کسی کو ہر دو، چار رکعتیں پڑھ کر موبائل کو بار بار نکال کر دیکھنے کی بیماری لگی ہوتی ہے۔کوئی انڈین گانے کی ٹون لگا کر مسجد کا تقدس اور نمازیوں کی نمازیں خراب کر رہا ہوتا ہے،کوئی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو موبائل دلا کر ان کی آنکھوں کا دشمن بنا ہوا ہے،تو کوئی اپنی جواں بچیوں کو موبائل دلا کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا ہوتا ہے۔الغرض کہ میری ناقص عقل موبائل میں فوائد کم اور نقصان زیادہ دیکھ رہی ہے۔اب میں آپ کے سامنے موبائل کی تعریف، تاریخ اور اس سے متعلق جنرل معلومات فراہم کرتا ہوں تاکہ اس کی افادیت جان کر ہم صرف اور صرف اسے اچھے ہی کاموں کے لیے استعمال کریں۔

1۔موبائل کی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری وغیرہ میں موبائل کی تعریف یہ آئی کہ یہ Move سے نکلا ہے چونکہ یہ اِدھر اُدھر رابطے کا ذریعہ ہے اس لیے اسے موبائل کہا جاتا ہے۔

زیادہ معتبر ڈکشنریز میں موبائل کی تعریف متحرک کی گئی ہے، یعنی کسی متحرک چیز کو موبائل کہا جاتا ہے۔اس لحاظ سے ایمبولینس وغیرہ کو بھی موبائل کہا جاتا ہے۔

☆موبائل کی ایجاد کب ہوئی؟

موبائل فون کوئی بہت پرانی ایجاد نہیں کہ اس کی تاریخ معلوم کرنا مشکل ہو۔ موبائل کی ایجاد کو آج کم وبیش 28 سال ہو چکے ہیں۔اور اتنے قلیل عرصے میں شاید ہی کسی اور ٹیکنالوجی کو اتنی ترقی ملی ہو، جتنی موبائل کو ملی۔ ویب سائٹ کے مطابق 1973 میں پہلی مرتبہ ایک موبائل فون سیٹ تیار ہوا اور 1983ء میں باقاعدہ اس کا آغاز ہوا۔ پہلا دستی ٹیلی فون جب تیار ہوا تو اس کا وزن دو کلو تھا۔ نیویارک کی ایک سڑک پر جب اس دستی فون سے پہلی کال کی گئی تھی تو اس وقت یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ یہ ایجاد اتنی مقبول اور اتنی عام ہو جائے گی۔

☆موبائل کی ایجاد پر خرچا:

موبائل کے موجد مارٹن نے بی بی سی کے پروگرام ''کلک'' میں بتایا کہ پہلا موبائل فون بنانے پر موٹرولا کا تقریبا دس لاکھ ڈالر خرچا آیا تھا۔انہوں نے کہا کہ ان کی ٹیم کو امید تھی کہ ایک دن ہر کسی کے پاس اپنا دستی فون ہوگا۔انہوں نے کہا کہ انہیں اندازہ نہیں تھا کہ صرف پینتیس سال میں دنیا کی آدھی سے زیادہ آبادی

کے پاس اپنا موبائل فون ہوگا۔

پاکستان میں موبائل نوے کی دہائی میں آیا۔ ابتدا میں پاکستانی عوام نے اسے پسند تو بہت کیا مگر مہنگا ہونے کی وجہ سے اتنی پذیرائی نہ ملی مگر آہستہ آہستہ سستا ہوتا گیا جس سے موبائل فونز استعمال کرنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی اور تحقیق کے مطابق 2011ء تک پاکستان میں موبائل استعمال کرنے والوں کی تعداد دس کروڑ سے بھی بڑھ گئی اور اس وقت 2018ء کے اختتام پر چودہ کروڑ سے بھی زائد ہے اور تنظیم وائرلیس انٹیلی جنس کے جائزے کے مطابق اب دنیا بھر میں چھ ارب سے زائد موبائل فون کنکشن ہو چکے ہیں۔

☆موبائل سے انسانی جسم کو پہنچنے والے نقصانات:

موبائل فون کا زیادہ استعمال خاص طور پر ہیڈ فون کا استعمال انسانی جسم کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ موبائل فون سے نکلنے والی لہریں سر درد، کینسر اور ٹیومر کا باعث بھی بنتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے تحت موبائل فون کے انسانی صحت پر مرتب ہونے والے منفی اثرات پر کی جانے والی تحقیق سے انکشاف ہوا ہے کہ روزانہ تیس منٹ اور اس سے زیادہ دیر تک موبائل فون کا استعمال دماغ کے کینسر کا خطرہ بڑھا دیتا ہے۔ دس سال کے طویل عرصے تک دنیا کے 13 ممالک میں

کی جانے والی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ موبائل فون سے نکلنے والی شعائیں انسانی دماغ پر منفی اثرات مرتب کر کے کینسر کی رسولیاں بنانے کا سبب بھی بنتی ہیں (جیو نیوز کی خبر کے مطابق ایک امریکن عورت کو انگلیوں کا کینسر فقط اس وجہ سے ہوا کہ وہ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں ایس ایم ایس کرتی تھی)

☆موبائل فون کے سبب پیدا ہونے والی بیماریاں:

1۔ سر درد
2۔ کینسر
3۔ مردانہ بانجھ پن
4۔ یادداشت کمزور ہو جاتی ہے
5۔ دل کے دورے کا مرض
6۔ ٹیومر
7۔ کان کے کینسر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں

☆سر کے درد میں مبتلا خاتون:

2017ء میں جب عراق زیارات پر جا رہا تھا تو ویزہ فارم کے لیے تصویر کھنچوانے اسٹوڈیو گیا تو اسٹوڈیو والے سے کچھ گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو موبائل کے نقصانات کا تذکرہ ہوا تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ کچھ عرصے پہلے میری بیوی کے سر میں شدید درد اُٹھا۔ میں اسے لے کر کئی ڈاکٹرز کے پاس گیا مگر سر درد ہر صورت باقی رہا۔ بالآخر تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ ایک دن میں نے اپنے کسی دوست سے مشورہ

کیا کہ تمہاری بھابھی کے سر کا درد نہیں جا رہا۔ اس نے مجھے فوراً کہا کہ کیا بھابھی موبائل استعمال کرتی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں بالکل استعمال کرتی ہیں حتیٰ کہ تکیے کے قریب موبائل رکھ کر سوتی ہیں۔ اس نے کہا: میرا مشورہ یہ ہے کہ سوتے وقت بھابھی کے قریب سے موبائل ہٹوا دو پھر مجھے بتانا۔ وہ کہنے لگا۔ میں نے ایسا ہی کیا، صرف دو یا تین دن گزرے تھے کہ میری بیوی کے سر کا درد ختم ہو گیا۔

محترم حضرات! ذرا سوچیے سوتے وقت اپنے سرہانے موبائل رکھنا کتنا نقصان دہ ہے۔ صرف رکھنا اتنا نقصان دہ ہے تو دن بھر گفتگو میں لگے رہنا، اپنے سینے سے اسے لگا کر رکھنا یا اپنے جسم سے لگا کر رکھنا جسم کو کتنا نقصان پہنچاتا ہوگا۔ میں نہیں کہتا۔ اب خود فیصلہ کرلیں کہ موجودہ دور میں ہم جتنی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ کیا اس سے پہلے اتنی بیماریاں لوگوں کو ہوتی تھیں؟

☆ موبائل کو بچوں سے یا بچوں کو موبائل سے دور رکھو:

بچوں کی صحت موبائل کی لہروں سے بنسبت بڑوں کے جلدی متاثر ہوتی ہے۔ برطانوی طبی ماہرین نے والدین کو خبردار کیا ہے کہ بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو موبائل فون دینا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، موبائل فون اور صحت سے متعلق ریسرچ پروگرام سربراہ پروفیسر لاری چیلیس کا کہنا ہے کہ بارہ سال سے

کم عمر کے بچوں کو موبائل فون نہیں دینا چاہیے کیونکہ اس کا استعمال ان کے لیے نقصان دہ ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بچے مختلف معاملات میں بڑوں سے زیادہ حساس ہوتے ہیں اور ان کا جسمانی اور دفاعی نظام بڑھنے کے عمل میں ہوتا ہے، چونکہ 12 برس سے کم کا زمانہ بچے کی نشو ونما کا ہوتا ہے۔ اس لیے موبائل سے نکلنے والی Radiation شعاعیں ان کے لیے زیادہ خطرے کا باعث ہوسکتی ہیں۔ ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ کم عمر نوجوانوں کو بھی موبائل پر کم سے کم گفتگو کرنی چاہیے۔اپنے متعلقین سے رابطہ کی ان کے لیے آسان صورت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ تحریری پیغامات یعنی ایس ایم ایس پر زیادہ انحصار کریں۔اس سے نہ صرف ان کی صحت محفوظ رہے گی بلکہ جیب پر بھی بوجھ نہیں پڑے گا۔

مگر افسوس کہ آج چند سال کے بچوں کو موبائل دے دیا جاتا ہے، پھر کیا ہوتا ہے بچہ اندھادھند موبائل چلاتا ہے۔اس کی آنکھوں کی روشنی بھی متاثر ہوتی ہے اور لیزر شعاعوں سے اس کی صحت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔والدین کو ہم سمجھاتے ہیں تو والدین کہتے ہیں، بچہ ضد کرتا ہے،تنگ کرتا ہے،لہذا موبائل لے کر سکون سے ایک جگہ بیٹھا ہوتا ہے۔ ہمارا مشورہ والدین کو یہ ہے کہ وہ شروع سے ہی

بچوں کو موبائل سے اور موبائل کو بچوں سے دور رکھیں۔ اگر شروع سے دور رکھیں گے تو ان شاء اللہ بچہ آپ سے موبائل نہیں مانگے گا اور سکون سے ایک جگہ بٹھانے کے بہت سے طریقے ہیں۔ صرف موبائل نہیں ہے، اس لیے ذرا احتیاط کریں۔

☆موبائل استعمال کرتے ہوئے

ان رہنما اصولوں کو اپنائیں:

اول تو موبائل بہت ہی کم استعمال کریں۔ مگر جب بھی استعمال کریں تو ان رہنما اصولوں کو اپنائیں۔

1......ہیلو کی جگہ السلام علیکم کہیں۔

2......سب سے پہلے اپنا نام لے کر تعارف کروائیں۔ پھر بات شروع کریں۔

3......ایک مرتبہ کال کریں، فون نہ اٹھے تو بار بار کال نہ کریں اور بدگمانی نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو سمجھائیں کہ ہوسکتا ہے سامنے والا مصروف ہوگا۔

4......جس قدر ہو سکے مختصر بات کریں۔ ہوسکتا ہے سامنے والے کو کوئی ضروری کام ہو اور وہ مروت میں آپ سے نہ کہہ رہا ہو۔

5...... اگر آپ معزز شخصیات کی مجلس میں بیٹھے ہوں تو ادب کے لیے

موبائل کوسائلنٹ کردیں۔

6...... جب بھی موبائل پر بات کریں، ہلکی آواز میں آہستہ آہستہ بات کریں، تیز تیز آواز میں جلدی جلدی گفتگو نہ کریں۔

7......دوسروں کا موبائل اس کی اجازت کے بغیر استعمال نہ کریں۔

8......گفتگو کرنے والے کی بات کوریکارڈ کرنا یا موبائل کی آواز سب کے سامنے آن کردینا تاکہ دوسرے اسے سنیں، عقلاً وشرعاً غلط ہے

9......مصروف لوگوں کا نمبر آپ کے پاس امانت ہوتا ہے، اسے آگے نہیں دے سکتے کہ مصروف لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں لہذا جب تک ان سے اجازت نہ لیں، دوسرے کو ہرگز نہ دیں۔

10......اپنے ماتحت کو یہ تاکید کرنا کہ فون ملانے والے سے کہو کہ موجود نہیں یا اورکوئی بہانہ بنانا اوراس طرح رہتے ہوئے موجود نہ رہنے کی اطلاع دینا ناجائز و گناہ ہے، البتہ اگر جان، مال، عزت آبرو کی حفاظت کے لیے جھوٹ بولنے کے سوا اورکوئی چارہ نہ ہوتو توریہ کی گنجائش ہوگی۔

11......ایسے وقت میں موبائل پر گفتگو کرنا، جس سے دوسروں کی حق تلفی لازم آتی ہے۔ درست نہیں بلکہ بعض صورتوں میں جائز نہیں مثلا مزدور مزدوری کے دوران ملازم ملازمت کے وقت، مدرس تدریس کے وقت وغیرہ، دو چار منٹ

کی رخصت ہے۔زیادہ لمبی بات کہ کام میں حرج کی نوبت تک پہنچ جائے، جائز نہیں۔

12......مسجد میں موبائل فون پر دنیاوی باتیں کرنا، آداب مسجد کے خلاف ہےاور بعض صورتوں میں ناجائز ہے۔

13......کسی بھی دینی ایس ایم ایس کو بغیر کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین یا مفتی سے تصدیق کرائے بغیر آگے نہ بڑھائیں۔

14...... مذہبی شخصیات کو فضول ایس ایم ایس نہ کریں۔اس سے ان کو تکلیف و پریشانی ہوتی ہے۔

15......اگر کسی شخص کوادارے یا کمپنی نے صرف ادارے یا کمپنی کے کام کے لیے موبائل دیا ہے،اس موبائل کوذاتی استعمال میں صرف کرنا گناہ ہے۔

16......گھر کے نمبر پر اگر کسی کا فون آئے اور مرد بھی موجود ہوتو گھر کی خواتین فون ہرگز نہ اٹھائے،آپ اگر گھر کے بڑے ہیں تو سختی کریں۔

17......خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے موبائل پر غیر معروف نمبر سے آیا ہوا فون ہرگز ہرگز نہ اٹھائیں کیونکہ بعض بے حیااس سرچ میں ہوتے ہیں کہ نمبرلڑکے کا ہے یا لڑکی کا ہے اور جیسے ہی پتا چلا کہ لڑکی ہے تو پھر آپ کا جینا حرام کردیں گے۔

18......خواتین کبھی بھی خود ایزی لوڈ کروانے دکان پر نہ جائیں اور نہ ہی والدہ کو بھیجیں کہ بے حیا دکانداروں کے ہاں یہ علامت ہے کہ جس پر لوڈ ہو رہا ہے، یہ نمبر لڑکی کا ہے، پھر بے حیا دکاندار یہ نمبر لکھ کر اپنے آپ رکھ لیتے ہیں اور اوباش لڑکوں کو پیسے کے عوض یہ نمبر دیتے ہیں۔

19......اپنی جوان لڑکیوں کو موبائل ہرگز نہ دلائیں ورنہ اس سے آپ کی بچی کی زندگی تباہ ہو جائے گی اور آپ کو اس وقت معلوم ہوگا جب پانی سر سے اوپر گزر چکا ہوگا۔

20......مسجد میں داخل ہوتے ہی اپنا موبائل بند کر دیں، نیت یہ ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی یاد دنیا سے رابطہ ختم۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا موبائل وائبریٹ پر بھی نہ رکھیں کہ اس سے نماز میں کھلبلی مچتی رہے گی اور توجہ بٹے گی۔

بیس رہنما اصولوں کے بعد اب مختصر آپ کی خدمت میں موبائل کے احکام کے بارے میں عرض کرتا ہوں تا کہ جو آپ کے ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں، ان کا جواب آپ کو آسانی سے مل جائے۔

☆ ہیلو کہنے کی شرعی حیثیت:

کچھ عرصہ قبل ایک ایس ایم ایس چلا کہ ہیلو نہ کہیں یہ HELL سے نکلا ہے

اوراس کا معنی دوزخ ہے؟

1......پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی انگلش کی کتاب میں ہیلو کا معنی جہنمی نہیں لکھا۔ تمام ڈکشنریز میں Hello کے متعلق یہی لکھا ہے کہ یہ Noun Exclamation یعنی اس کا تعلق ان الفاظ سے ہے جو اچانک بولے جاتے ہیں اور اکثر ڈکشنریز میں اس کے بولنے کے مواقع کا ذکر بھی ہے۔

2......یاد رہے کہ لغت میں Hell کا معنی جہنم ضرور لکھا ہے مگر جہنمی کی انگلش ہیلو نہیں بلکہ ڈکشنریز میں Helish لکھی ہے اور بعض ڈکشنریز میں جہنمی کے لیے Fired All استعمال کیا گیا ہے۔

3......یہ لفظ انگریزی کا ہے۔ ہم تک انگریزوں کی طرف سے پہنچا ہے۔ انگریزوں کی اکثریت عیسائی ہے اور عیسائیوں میں بھی جنت و دوزخ کا تصور پایا جاتا ہے لہذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو جہنمی کہتے رہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی ہیلو کہنا ناجائز حرام ہے، بس بہتر یہ ہے کہ ہائے، ہیلو کہنے کے بجائے السلام علیکم کہیں تا کہ اجر بھی ملے لیکن اگر کوئی ہیلو بھی کہتا ہے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا۔

☆موبائل میں بغیر وضو قرآن پڑھنا، چھونا:

موبائل میں اگر قرآن مجید ہوتو قرآن کو چھونا، پڑھنا بغیر وضو جائز ہے کیونکہ اوپر شیشہ ہے جسے چھونا شیشے کو چھونا کہلائے گا، قرآن مجید کو چھونا نہیں کہلائے گا۔

جس موبائل فون میں قرآن مجید ہوتو اس موبائل فون کو بیت الخلاء اپنے ساتھ لے جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی اس بات کو نہیں سمجھتا تو اسے یوں سمجھائیں کہ پھر تو تو اپنے دماغ کو بھی باہر رکھ کر بیت الخلاء جا کیونکہ اس دماغ میں بھی چند سورتیں محفوظ ہیں، تو وہ کہے گا وہ تو اندر سے محفوظ ہیں؟ تو بھائی قرآن مجید بھی تو موبائل کے اندر محفوظ ہے باہر تھوڑا ہے۔

☆موبائل میں دینی آیات لکھنا اور ڈیلیٹ کرنا:

کچھ نادان لوگ آیات و احادیث صرف اس لیے ڈیلیٹ نہیں کرتے کہ قرآن کی آیات مٹانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے حالانکہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے اور ڈیلیٹ کرنا مٹانے کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس کو یوں سمجھ لیں کہ مساجد، مدارس یا مقدس مقامات پر بلیک بورڈ بنے ہوتے ہیں جن پر آیات قرآنی اور احادیث چاک سے لکھی جاتی ہیں، جب کچھ دن گزر جاتے ہیں تو ڈسٹر سے اس بلیک بورڈ کو مٹا کر دوسرا پیغام لکھا جاتا ہے کیونکہ اگر اس کو نہ مٹایا تو نیا پیغام کیسے لکھیں گے؟ یہی صورت موبائل کی ہے کہ اگر ہم نے آیات پڑھ کر

ڈیلیٹ نہ کی تو میسج بکس مکمل بھر جائے گا لہذا اسے ڈیلیٹ کرنا ہی ہوگا لہذا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

چنانچہ فتاوٰی رضویہ شریف جلد 23 کے صفحہ نمبر 339 (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) پر ہے کہ درمختار میں ہے وہ کتابیں اور کاغذات جن سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ ان سے اللہ تعالٰی، اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کے مقدس نام مٹا کر باقی حصہ جلا دیا جائے۔

☆ میسج کرو تو خوشی ملے گی؟

بعض لوگ کوئی ایس ایم ایس کرکے آخر میں اپنی طرف سے لکھ دیتے ہیں کہ جو اس ایس ایم ایس کو آگے بھیجے گا اس کو خوشخبری ملے گی اور جو نہیں بھیجے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

کبھی یہ ایس ایم ایس چلاتے ہیں جو اسلامی مہینے کی دوسرے کو سب سے پہلے مبارک باد دے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔

یاد رکھئے! یہ ساری باتیں من گھڑت ہیں۔ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں لہذا ایسے ایس ایم ایس کرکے مسلمانوں کو تکلیف میں نہ ڈالیں ورنہ گناہگار ہوں گے۔

☆ تلاوت، حمد اور نعت کو بطور ٹون لگانے کا حکم:

قرآنی آیات، حمد و نعت اور درود پاک کو بطور ٹون کے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ اس لیے کہ یہ ان مقدس کلمات مبارکہ کا بے محل استعمال ہے اور اس کو شرعاً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نیز قرآن کریم کلام اللہ اور اذان شعائر اللہ میں سے ہے۔ کلام اللہ اور شعائر اللہ کو کلامی مقاصد یا کلام الناس کی جگہ استعمال کرنا شرعاً روا نہیں۔ نیز حمد و نعت بھی شرعاً واجب الاحترام ہیں۔ ان میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے اسماء اور تعریف شامل ہوتی ہے لہٰذا تلاوت، حمد، نعت اور ہر وہ چیز جو ذکر اللہ میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کو موبائل پر رنگ ٹون کے طور پر لگانا ناجائز ہے۔ کیونکہ یہاں پر ذکر اللہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ فون آنے کی اطلاع مقصود ہوتی ہے اور ذکر اللہ کو غیر محل میں کرنا ناجائز ہے۔

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم گانوں سے بچنے کے لیے اسے لگاتے ہیں۔ اُنہیں جان لینا چاہیے کہ گانوں سے اگر اس وجہ سے بچتے ہیں کہ وہ شرعاً جائز نہیں تو یہ بھی شرعاً جائز نہیں تو پھر اس کا ارتکاب کیوں؟

کوشش کریں کہ موبائل کمپنی کی سادہ سی ٹون رکھ لیں جس میں میوزک نہ ہو، یہی کمپنی کی سادہ ٹون رکھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

☆ تلاوت وحمد اوراذان ونعت کو الارم میں لگانے کی فقط اس صورت میں اجازت ہے کہ جب نماز کے لیے اُٹھنا ہو یا نماز کی تیاری کرنی ہو جیسے عمومی طور پر نمازی حضرات فجر میں الارم لگاتے ہیں۔

اس کے علاوہ کسی اور کام کے لیے اٹھنا تھا مثلاً کاروبار پر، ڈیوٹی پر، یا سفر پر جانا تھا تو الارم میں حمد اوراذان ونعت لگانے کی اجازت نہیں۔

☆ موبائل فون یا ایس ایم ایس کے ذریعہ

نکاح اور طلاق کا مسئلہ:

موبائل فون پر نکاح نہیں ہوتا کہ نکاح میں ایک مجلس کا ہونا ضروری ہے۔ وکیل بنالیا جائے تو صورت جواز کی نکلتی ہے۔ فون یا ایس ایم ایس پر طلاق دی جائے تو واقع ہوجاتی ہے۔ طلاق کے لیے ضروری نہیں کہ وہ زبان ہی سے ہو، اگر لکھ کر دی جائے جیسے ایس ایم ایس میں پھر بھی واقع ہوجاتی ہے' اگرچہ ایس ایم ایس عورت کو ملے یا نہ ملے۔

بدائع الصنائع، کتاب الطلاق جلد 3 کے صفحہ نمبر 109 پر علامہ علاء الدین ابی بکر بن سعود کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ عورت کے پاس طلاق کی تحریر لکھ کر پہنچانا یا قاصد کے ذریعہ طلاق پہنچانا وقوع طلاق میں وہی حکم رکھتا ہے جو

زبان سے دینے کا حکم ہے، کیونکہ لکھ کر طلاق دینا زبان سے طلاق دینے کے قائم مقام ہے۔لکھ کر طلاق دینے کی حیثیت بالکل ایسی ہی ہے جس طرح عورت کی موجودگی میں زبان سے دینے کی ہے،لہذا اگر مرد نے اپنی بیوی کو کہا: تجھے طلاق ہے یا بیوی کی عدم موجودگی میں اس کی طرف طلاق کا قاصد بھیجا تو یہ وقوع طلاق میں ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔اگر وہ یہ کہے کہ میں نے اس سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو اس کی بات نا قابل قبول ہے کہ وہ کلام کو اس کے ظاہر سے پھیر رہا ہے۔

☆موبائل پر گیم کھیلنا:

بہت سے لوگ موبائل پر گیم کھیلتے ہیں جو کہ سوائے وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

حدیث شریف = امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب الادب کی جلد اول کے صفحہ نمبر 172 پر حدیث شریف نقل ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مرد جتنی چیزوں سے لہو کرتا یعنی کھیلتا ہے، سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا، گھوڑے کو ادب سکھانا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کرنا، کیونکہ یہ تینوں حق ہیں۔

البتہ اس کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ موبائل پر گیم کھیلنا عمومی طور پر جائز نہیں کہ ہر موبائل گیم میں میوزک لازمی طور پر ہوتا ہے جس کی حرمت ہر

مسلمان پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہاں اگر کوئی گیم میوزک فنکشن میں جا کر اسے سائلنٹ کردے اور کبھی کبھار فقط ذہن فریش وغیرہ کرنے کے لیے کھیلے اور اس کھیلنے میں نماز میں تاخیر نہ ہو تو جائز ہے۔

☆ عین نماز کی حالت میں ٹون بجنا:

اگر کبھی بھولے سے فون بند نہ کرنے کی وجہ سے نماز کے دوران گھنٹیاں بجنے لگیں تو اسے احتیاط سے بند کرنے کی کوشش کیجئے۔ جیب میں ایک ہاتھ ڈال کر معمولی حرکت سے اسے بند کیا جا سکتا ہے کیونکہ دوران نماز خفیف حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی یعنی فون بند کرنے کے لیے اتنی زیادہ حرکت نہ کریں کہ جس سے دوسرا دیکھنے والا یہ سمجھے کہ آپ نماز نہیں پڑھ رہے ہیں۔ تاہم ایسا بھی نہ کیجئے کہ اگر نماز میں گھنٹی بجے، جیب سے فون نکالا، کال کرنے والے کا نام یا نمبر دیکھا اور پھر اطمینان سے بند کردیا اور انداز یہ اپنایا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ حضرت نماز میں نہیں تو یہ عمل کثیر ہے جو نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ گانوں کی موسیقی ساری مسجد میں گونجتی رہتی ہے، اسے بند کرنا ممکن ہے۔ اس کے باوجود بند نہیں کرتے کیونکہ ہمیں علم نہیں کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے وہی بات کہ ڈرتے ہیں کہ کہیں نماز ٹوٹ نہ جائے۔ حکم شرعی یہی ہے کہ ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر موبائل بند

کر دیا جائے۔

محترم حضرات! جہاں دنیا اس موبائل کے ذریعہ فحاشی عام کرتی ہے، برائیاں عام کرتی ہے، بدعقیدگی عام کرتی ہے، وہیں ہم سب مل کر اس موبائل کے ذریعہ اسلام کا پیغام عام کریں۔ اخلاقیات کا پیغام عام کریں۔ سنتوں کو عام کریں، اچھے اسلامی عقائد کا پرچار کریں۔ شرعی مسائل کے حل عام کریں، پرچم اسلام کو بلند کریں۔ عظمت مصطفی ﷺ کے ڈنکے بجائیں، مسلمانوں کی اصلاح کریں جس قدر ہو سکے، اس موبائل کو اچھے کاموں کے لیے استعمال کریں تاکہ معاشرہ مثالی معاشرہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر طرح سے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سے اپنے دین کا کام لے اور اسی کو ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

عظمتِ والدین
رسول صلی اللہ علیہ وسلم
https://t.me/Tehqiqat

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ شعراء سے آیت نمبر 218 تا 220 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ فتنوں کا دور ہے، اسلام دشمن اور نبی پاک ﷺ کے بے ادب عناصر روز وشب کوئی نہ کوئی ایسی بات پھیلاتے ہیں جس سے اہل حق مسلمانوں کو شدید تکلیف اور رنج پہنچتا ہے۔ انہی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی پھیلائی جاتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے والدین کریمین مسلمان نہ تھے، جب سادہ لوح مسلمان یہ بات سنتا ہے تو پریشان ہوجاتا ہے، پھر وہ والدین رسول کے ایمان کے متعلق ثبوت ڈھونڈنے نکلتا ہے تاکہ اس کا یہ شیطانی وسوسہ دور ہو لہذا آج میں نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے ذہنوں سے اس وسوسہ کو دور کرنے کے لیے قرآن وحدیث اور علمائے اسلام کی کتابوں سے والدین رسول کے ایمان کو ثابت کیا جائے تاکہ وسوسے دور ہوں اور مضبوط عقائد رکھنے والوں کے ایمان میں مزید تازگی پیدا ہو۔

سب سے پہلے جو آیات میں نے خطبہ میں تلاوت کیں، ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ چنانچہ سورۂ شعراء کی آیات 218 تا 220 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو(دیکھتا ہے) بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

1......اس آیت کے تحت تفسیر مدارک صفحہ نمبر 834، تفسیر خازن جلد 3، صفحہ نمبر 398 اور تفسیر جمل جلد 5 کے صفحہ نمبر 413 پر مفسرین میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے زمانے سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک مومنین کی پشتوں اور رحموں میں آپ ﷺ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد سب کے سب مومن ہیں۔

2......تفسیر درمنثور(مترجم) جلد 5 کے صفحہ نمبر 282 (مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور) پر نقل ہے کہ دلائل النبوۃ جلد اول کے صفحہ نمبر 12 (مطبوعہ عالم الکتب بیروت) پر امام ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ لگاتار انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔

آگے تفسیر درمنثور میں یہ حدیث امام سیوطی علیہ الرحمہ نے نقل فرمائی کہ امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ ﷺ کہاں تھے؟ حضور ﷺ مسکرائے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔فرمایا: میں ان کی پشت میں تھا۔حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اترے تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا۔حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے کشتی میں سوار کیا گیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے آگ میں داخل کیا گیا۔میرے والدین نے کبھی بدکاری نہیں کی۔اللہ تعالیٰ لگاتار مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک صاف اور مہذب رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔جب بھی دو قبیلے بنے، میں ان میں سے بہتر میں موجود تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک جن جن آباؤاجداد میں منتقل ہوکر دنیا میں تشریف لائے، وہ سب کے سب پاک، صاف اور مہذب اور مومن تھے۔

3......تفسیر نعیمی جلد 19 کے صفحہ نمبر 474 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے آباؤاجداد سب ساجدین تھے،ان میں کوئی کافر نہ تھا۔

محترم حضرات! آپ نے قرآنی آیات کی تفسیر سنی جس کے بعد آپ

باآسانی سمجھ چکے ہوں گے کہ نبی پاک ﷺ کے تمام آباؤ اجداد سجدہ کرنے والے مومن اور موحد ہیں، ان میں کوئی کافر و مشرک نہ تھا۔

☆حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفی ﷺ:

سُبل الہدیٰ والرشاد جلد اول کے صفحہ نمبر 284 پر نقل ہے۔ امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے نور نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کے لیے لے کر نکلے تو ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جس کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے کتب پڑھ رکھی تھیں۔ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر نور نبوت دیکھ لیا تھا۔ اس نے کہا: اے نوجوان! مجھ سے نکاح کرلو، تمہیں سو اونٹ دوں گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا۔ کچھ دنوں بعد آپ وہاں سے گزرے اور اس عورت سے کہا: کیا مجھ سے نکاح کرے گی؟ اس نے کہا: میں نے تمہاری پیشانی میں نور دیکھا تھا۔ اب وہ نظر نہیں آ رہا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ میں نے نکاح کرلیا ہے۔ اس نے کہا: چلے جاؤ۔ اپنی زوجہ کو بتادو کہ ان کے شکم میں روئے زمین کی

بہترین ذات جلوہ گر ہو چکی ہے۔ بخدا! تمہارے پاس جو امانت تھی، وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے لے لی ہے اور تمہیں علم تک نہیں۔

☆نو ماہ میں انبیاء کی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکباد:

نعمت کبریٰ کے صفحہ نمبر 104 پر نقل ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب نورِ محمدی میرے شکم میں جلوہ گر ہوا تو حمل کے پہلے مہینے جو کہ رجب تھا، میں اپنے گھر میں آرام کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا۔ ایک مرد جس کے چہرے سے آثار ملاحت اور جسم سے بہترین خوشبو نیز انوار و تجلیات ظاہر تھے، وہ مجھ سے کہنے لگے۔ مرحبا یا محمد ﷺ! میں نے ان سے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: میں ابوالبشر آدم ہوں، میں نے پوچھا: آپ کس لیے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تم سید البشر سے فیضیاب (حاملہ) ہو۔

دوسرے ماہ حضرت شیث علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، تیسرے ماہ حضرت ادریس علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، چوتھے ماہ حضرت نوح علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، پانچویں ماہ حضرت ہود علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، چھٹے ماہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے آکر مبارکباد دی، ساتویں ماہ

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے آ کر مبارکباد دی، آٹھویں ماہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر مبارکباد دی اور نویں ماہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آ کر مبارکباد دی اور فرمایا: اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو، نبی مکرم رسول معظم تمہارے شکم میں جلوہ گر ہیں۔ اے آمنہ! تم سے تمام تکالیف و مصائب دور ہو گئے۔

☆بوقت ولادت تمام حجابات اٹھا لیے گئے:

کتاب نعمت کبریٰ کے صفحہ نمبر 121 پر نقل ہے کہ سیدہ ساجدہ طیبہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور مجھے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات نظر آنے لگے۔ میں نے تین جھنڈے دیکھے جو مشرق، مغرب اور کعبہ کی چھت پر نصب کیے گئے۔

☆دوران حمل کوئی تکلیف نہ بار محسوس ہوا:

مواہب لدنیہ (مترجم) جلد اول کے صفحہ نمبر 82 پر نقل ہے۔ حضرت ابو ذکریا یحییٰ بن عایذ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نو ماہ کامل اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں رہے۔ اس دوران دردسر، ہاتھ پیر کی تکلیف اور پیٹ کی

آنتوں کے درد کی وہ شکایت نہیں کرتی تھیں اور نہ کسی قسم کی ریح کی شکایت، نہ ہی کوئی ایسی شکایت جو بالعموم حاملہ عورتوں کو لاحق ہوتی ہے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

میں نے اس حمل سے زیادہ خفیف (ہلکا) حمل کسی عورت میں نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ عظیم برکت والا کسی کا حمل دیکھا۔

☆وصال کے وقت سیدہ آمنہ کے اشعار:

مواہب لدنیہ جلد اول کے صفحہ نمبر 169 پر نقل ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضور ﷺ ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریفہ پانچ برس تھی۔ والدہ نے آپ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھا تو یہ اشعار پڑھے اور الوداع فرمایا۔

اے بیٹا! اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوق کی طرف نبی ہے تو تمام روئے زمین کے لیے اسلام جیسے دین کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلیٰ دین کا کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔

ہر زندہ پر موت آنے والی ہے، ہر نیا بوسیدہ ہونے والا ہے۔ ہر بڑا فنا ہوجائے گا۔ میں فوت ہوجاؤں گی مگر ذکر باقی رہے گا۔ یقینا میں نے پاکیزہ بیٹا جنا ہے اور میں تمام مخلوق کے لیے خیر و برکت چھوڑے جارہی ہوں۔

امام زرقانی علیہ الرحمہ، زرقانی شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 165 پر حضرت آمنہ کے اس فرمان کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ کے اسی فرمان سے صراحتاً ثابت ہوا کہ وہ توحید پر تھیں، ایک اللہ کو ماننے والی تھیں۔

محترم حضرات! حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کا فرمان اس بارے میں واضح ہے کہ وہ مومنہ تھیں، مشرکہ نہیں تھیں۔ اس لیے انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت اور دین ابراہیمی کا ذکر فرمایا اور بتوں کی عبادت کی مذمت کی لہذا ماننا پڑے گا کہ سیدہ ساجدہ طیبہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ، موحدہ اور پاکیزہ ہستی تھیں۔

☆ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر ہیں:

حدیث شریف = بیہقی شریف میں حدیث پاک نقل ہے: سرورکونین ﷺ نے فرمایا: میں محمد (ﷺ) ہوں، بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن فہر بن مالک بن نضر بن

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نزار بن معد بن عدنان (اکیس پشتوں تک نسب نامہ بیان کرکے فرمایا) کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر یہ کہ مجھے اللہ کریم نے بہتر گروہ میں، تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں آدم (علیہ السلام) سے لے کر اپنے والدین تک خالص اور صحیح نکاح سے پیدا ہوا تو میں میرا نفس کریم (میری جان) تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر ہیں۔

☆حضور ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان لانا:

زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول کے صفحہ نمبر 168 پر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ماثبت من السنۃ کے صفحہ نمبر 91 پر نقل فرماتے ہیں:
حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی یا اللہ! میرے والدین کو زندہ کر، تو رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا، دونوں کو زندہ فرمایا اور دونوں نبی پاک ﷺ پر ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی قبور میں چلے گئے۔

اس حدیث پاک کے متعلق بڑے بڑے فقہاء، محدثین اور علمائے اُمّت

نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1......المقاصد السنیہ کے صفحہ نمبر 9 پر نقل ہے۔امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے والدین کریمین مشرک نہیں تھے بلکہ وہ دونوں توحید پرست اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔

2......الدرج المنیفہ کے صفحہ نمبر 1 پر نقل ہے کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بہت بڑے مشہور ائمہ کرام نے یہ اختیار کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین جنتی ہیں اور ان اماموں کا یہ فیصلہ ہے کہ دونوں (ماں، باپ) آخرت میں نجات یافتہ ہیں۔

3......شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات کی جلد اول کے صفحہ نمبر 718 پر فرماتے ہیں: علمائے متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ رحمت دوعالم ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آبائے کرام وامہات ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت کیا ہے۔

4......تفسیر روح المعانی کی جلد 19 کے صفحہ نمبر 138 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آیت پاک ''تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ'' سے

حضور ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جیسے کہ جید علماء کا مسلک ہے۔

5......زرقانی شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 170 پر نقل ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے فضائل مبارکہ بڑھتے ہی چلے گئے اور وصال شریف تک زیادہ سے زیادہ ہوتے گئے اور یہ سرور کونین ﷺ کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ بھی ان فضائل میں سے ہی ہے۔

6......علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان جلد اول کے صفحہ نمبر 617 پر فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ کے دست اقدس پر اللہ تعالیٰ نے متعدد مردے زندہ فرمائے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہے تو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔

7......امام شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار جلد 4 کے صفحہ نمبر 231 پر نقل فرماتے ہیں کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لیے ان کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ دونوں اپنے لخت جگر پر ایمان لائے جیسے کہ اس حدیث پاک میں ہے جس کو علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین شامی رحمہ اللہ نے دیگر ائمہ حدیث نے صحیح ثابت کیا ہے۔

☆ دس علمائے اسلام کی تحریریں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنی کتاب شمول الاسلام میں ان علمائے اُمّت کے نام تحریر فرمائے ہیں جنہوں نے سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر تحریریں لکھی ہیں۔

1...... امام ابو حفصل عمر ابن احمد بن شاہین بغدادی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 358ھ)

2......شیخ احمد بن علی بن ثابت احمد بن مہدی خطیب علی بغدادی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 463ھ)

3...... حافظ الشان محدث امام ابوالقاسم علی بن حسن عساکر علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 571ھ)

4......علامہ امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبد لالہ بن احمد سہیلی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 581ھ)

5......امام صالح الدین صفوی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 764ھ)

6......امام شرف الدین مناوی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 757ھ)

7......امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 606ھ)

8......امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 911ھ)

9......علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 1122ھ)

10......شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 1052ھ)

☆ دعوت فکر:

اب چند حقائق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، آپ اپنے ایمان سے پوچھ کر فیصلہ کرتے جائیں۔

1......امام ابوداؤد، امام احمد اور امام حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور اس کو پورا یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا میں آئے ہوئے آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی تو پھر تمہارا خود اس شخص کی نسبت کیا خیال ہے جو کہ اس پر عمل کرے۔

اے میرے دوست! ذرا سوچ کہ جب حافظ قرآن کے والد کو قیامت کے دن یہ مقام ملے گا تو جس رسول مقبول ﷺ کے صدقے قرآن ملا، ان صاحب قرآن کے والدین کو قیامت کے دن کیا کیا انعامات ملنے چاہئیں۔

2......خصائص کبریٰ (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 133 پر نقل ہے۔ ابونعیم نے عباد بن عبدالصمد سے روایت کی، انہوں نے کہا: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے کنیز! دسترخوان لاؤ تا کہ ہم

کھانا کھائیں تو وہ دستر خوان لائی پھر فرمایا: رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا۔ جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا: یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس رومال سے روئے انور اور دست اقدس خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچا سکتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

اے میرے دوست ذرا سوچ! جس کپڑے کے ساتھ جان عالم ﷺ کا دست مبارک لگ جائے، اسے تو آگ نہ جلا سکے اور جس شکم میں جان عالم ﷺ کئی ماہ جلوہ گر رہے ہوں، تو اس مبارک جسم کو آگ کیسے جلا سکتی ہے۔

3......تفسیر روح البیان جلد 5 کے صفحہ نمبر 226 پر علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام چند دن مچھلی کے پیٹ میں رہے، تین دن، یا دس دن یا چالیس دن تو مچھلی جنت میں جائے گی۔

اے میرے دوست! ذرا سوچ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چند دن جلوہ گر رہے ہوں، وہ جنت میں جائے گی تو جس شکم میں نبیوں کے

سردار ﷺ نو ماہ رہے ہوں، وہ پاک ماں جنت میں کیوں کر نہ جائے۔

4......حضرت حوا رضی اللہ عنہا (حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ) حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ) حضرت مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) یہ جنت میں رہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی والدہ جنت میں نہ رہیں، یہ کیسے ممکن ہے؟

5......امام سیوطی علیہ الرحمہ خصائص کبریٰ (مترجم) جلد اول کے صفحہ نمبر 147 پر اور امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے جسم اقدس اور کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور نہ جوں پڑتی تھی۔

اے میرے دوست ذرا سوچ! مشرک نجس ہوتا ہے اور میرے آقا ﷺ کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تو پھر کیسے ممکن ہے، ایسا نورانی وجود کسی مشرک نجس ناپاک کے شکم میں نو ماہ رہے؟

6...... ہمارے گھر پر کوئی دودھ والا دودھ دینے آئے تو ہم چند روپے کا دودھ کسی ناپاک اور گندے برتن میں نہیں ڈالتے تو اے میرے دوست ذرا سوچ! رب تعالیٰ اپنا پیارا حبیب، اپنا پاک نور کسی ناپاک وجود میں کیسے رکھ دیتا؟

7......ایک بزرگ کے پاس ایسے ہی ایک صاحب آئے جو والدین رسول کے ایمان کے متعلق بدکلامی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان بزرگ نے انہیں انگور پیش کیے اور کہا کہ یہ انگور کھائیے اور ایک بات پر توجہ فرمائیے، وہ یہ کہ یہ انگور کیکر کے درخت میں لگے تھے، وہ صاحب بے ساختہ کہنے لگے: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیکر کے درخت میں انگور کیسے لگ سکتے ہیں؟ تو بزرگ فرمانے لگے کہ تجھ پر افسوس ہے جب کیکر کے درخت میں انگور نہیں لگ سکتے تو مشرک و پلید وجود سے کائنات کو پاک کرنے والا اللہ کا حبیب ﷺ کیسے جنم لے سکتا ہے؟

آخر میں ایک اعتراض کا جواب عرض کرتا چلوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فقہ اکبر میں والدین رسول ﷺ کو کافر لکھا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات پر کثیر علمائے اسلام کے اقوال ہیں کہ کتاب ''فقہ اکبر'' امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب ہے ہی نہیں۔ حتیٰ کہ دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب انور شاہ کشمیری نے صحیح بخاری کی شرح فیض الباری جلد اول کے صفحہ نمبر 59 (مطبوعہ حجازی قاہرہ) پر یہی لکھا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں ہے۔

چلیں اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے تو عبارت میں اختلاف ہے۔ اصل

عبارت فقہ اکبر کے صفحہ نمبر 15 پر یہ تحریر ہے "ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الفطرۃ" یعنی رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین دونوں کا وصال فطرت (دین اسلام) پر ہوا ہے)

کسی نے تحریف کر کے سازش کے تحت عبارت کو یوں کر دیا "ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الکفر" یعنی" ماتا علی الفطرۃ" کو معاذ اللہ" ماتا علی الکفر" کر دیا اور اس بات کو محدث مکۃ المکرمہ شیخ محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ذخائر محمدیہ کے صفحہ نمبر 57 پر بیان کیا ہے۔

محترم حضرات! میں نے مختصر وقت میں آپ کے سامنے والدین رسول ﷺ کی عظمت اور ان کا مومن، موحد اور جنتی ہونا دلائل کی روشنی میں بیان کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرے دل میں اتر جائے میری بات اور اس گفتگو سے محبوب خدا ﷺ ہم سب سے راضی ہو جائیں۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ان شاء اللہ کہنے کی
اہمیت وافادیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے آیت نمبر 27 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شریعت نے ہمیں ہر نیک اور جائز کام اپنے رب کے نام سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے۔اس سے ہمارا وہ کام بخیر و عافیت پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے پھر ہمیں شریعت نے نیک اور جائز کام کا ارادہ کرنے پر ان شاء اللہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ ان شاء اللہ کا معنی ہے: اگر اللہ نے چاہا......(تو میں یہ کام کروں گا) گویا یہ کلمہ بول کر انسان اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کی مشیت، رضا اور خوشنودی شامل کر لیتا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہے اور اپنی تمام تر توانائیوں اور کوششوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔

☆ان شاء اللہ کہنے کی برکت سے غیبی مدد:

مشاہدے میں آیا ہے کہ جب بندہ یہ کلمہ کہہ لیتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور وہ کام خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور نظرِ عنایت سے سہل و آسان ہو جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس کلمہ کے استعمال کو ترک کر دیتا ہے اور اپنے عزم و ارادہ کی پختگی پر ناز و گھمنڈ کا مظاہرہ کرتا ہے اور وہ جرأت و بہادری سے اس کام پر مکمل دسترس ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے بسا اوقات شدید ناکامی کے باعث سخت ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اسلامی تعلیمات یہی ہیں کہ

جب انسان مستقبل میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ یا وعدہ کرے تو صدق نیت اور خلوص دل سے ''ان شاء اللہ'' کہے تا کہ مشیت خداوندی اور تائید ایزدی اس کی حامی و ناصر بن جائے۔

☆ان شاء اللہ کہنے میں ایک راز:

ان شاء اللہ کہنے میں ایک راز یہ بھی پوشیدہ ہے کہ انسان اپنے رب کے سامنے نہایت عجز و انکسار کا اظہار کرتا ہے۔ اپنی کم مائیگی اور بے سرو سامانی کا اعلان کرتے ہوئے اپنے رب کے دامن لطف ورحمت سے وابستہ ہونے کا عندیہ دیتا ہے، نیز اپنی تہی دامنی اور تنگ دامانی کے باعث اپنے کریم پروردگار سے توفیق و قدرت کا ملتجی ہوتا ہے۔ گویا اپنے رب سے التماس کرتا ہے کہ اے میرے خالق و مالک! سب طاقتیں اور قدرتیں، سب قوتیں اور شوکتیں تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ میں ایک بے بس اور بے کس ادنیٰ سا ضعیف انسان نہایت عاجز و ناتواں ہوں۔ تیری توفیق اور مدد شامل حال ہوئی تو میرے سامنے پہاڑ بھی رائی کے دانے کی مانند ہے لیکن اس کے برعکس اگر تیری توفیق میری رفیق کار نہ بنی تو میرے لیے رائی بھی پہاڑ ہے۔

☆ان شاء اللہ کہنے کا موقع محل:

ان شاء اللہ کہاں اور کب کہنا چاہیے لہذا اس کے موقع ومحل کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض احباب کم علمی اور ناسمجھی کی وجہ سے بے موقع اور بے محل اس کے مفہوم و معنیٰ کے برعکس یہ کلمہ استعمال کر جاتے ہیں لہذا اس کلمہ کے استعمال کے لیے مندرجہ ذیل امور کو ذہن میں رکھا جائے۔

1 ......ایسا کام جس کے کرنے کا ارادہ ہو، جس کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہو۔ یعنی یوں کہہ سکتا ہے کہ میں ''ان شاء اللہ'' مسجد بنواؤں گا یا ''ان شاء اللہ'' مکان خریدوں گا۔

اس معاملے میں ایک واقعہ ہمارے شیخ تاجدار اہلسنت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی علیہ الرحمہ سنایا کرتے تھے۔ وہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص اپنی جیب میں رقم لے کر منڈی میں گھوڑا خریدنے جا رہا تھا، راستے میں ایک ساتھی اسے ملا، وہ پوچھنے لگا: بھئی! کہاں چل دیئے؟ وہ کہنے لگا: گھوڑا خریدنے جا رہا ہوں، یہ سن کر سامنے والا شخص کہنے لگا: بھائی یوں کہو: ان شاء اللہ منڈی جا کر گھوڑا خریدوں گا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ جب میرے جیب میں رقم ہے، منڈی بالکل قریب ہے تو پھر ان شاء اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

بس منڈی جارہاہوں گھوڑا پسند کر کے خرید لوں گا۔ یہ کہہ کر وہ منڈی کی طرف گیا، منڈی پہنچ کر جب اس نے گھوڑا پسند کر کے سودا کرلیا اور رقم دینے کے لیے جیسے ہی جیب میں ہاتھ ڈالا، رقم غائب یعنی جیب کٹ چکی تھی۔ اب وہ افسوس کرتا ہوا واپس اپنے گھر کی جانب جانے لگا۔

پھر راستے میں وہی ساتھی مل گیا، وہ اسے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھنے لگا۔ بھائی! گھوڑا کہاں ہے؟ یہ سن کر اس نے جواب میں کہا کہ جب میں ان شاء اللہ منڈی گیا، جب میں نے ان شاء اللہ سودا کیا اور جب میں نے ان شاء اللہ جیب میں ہاتھ ڈالا تو ان شاء اللہ میری جیب کٹ چکی تھی۔

سامنے والا کہنے لگا: بھائی! اب ان شاء اللہ کہنے سے کیا فائدہ؟ یہ تو اس وقت کہنا چاہیے تھا، اب موقع نہیں ہے۔

تو محترم حضرات! ان شاء اللہ کہنے کی کچھ مواقع ہوتے ہیں۔

2......کئی مرتبہ کسی کام کا نہ ارادہ ہوتا ہے، نہ اس کام کے کرنے کی نیت ہوتی ہے اس کے باوجود ان شاء اللہ کہہ دیا جاتا ہے یہ شرعاً منع ہے مثلاً کسی نے اپنے گھر پر محفل میلاد کی آپ کو دعوت دی۔ آپ کا ارادہ اور نیت جانے کی بالکل نہیں ہے۔ آپ نے اس کو ٹالنے کے لیے کہہ دیا کہ میں ان شاء اللہ آؤں گا۔ یہ گناہ ہے، اس سے بچا جائے۔

3...... اسی طرح گناہوں بھرے کاموں میں بھی ان شاء اللہ کہنا بعض صورتوں میں سخت ترین گناہ ہے اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

☆ رب تعالیٰ نے ''ان شاء اللہ'' کہا:

اب آیئے جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، سورۂ فتح کی آیت نمبر 27 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ نے سچ کر دکھایا اپنے رسول کا سچا خواب (اے مسلمانو!) بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے، اگر اللہ چاہے، امن وامان سے

اس آیت میں رب کریم نے اپنے وعدہ کو بیان کرتے ہوئے کلمہ ان شاء اللہ کے ساتھ ذکر فرمایا۔

یہ ہماری ترغیب کے لیے ہے کہ ہم ہر نیک اور جائز کام کو کرنے سے پہلے ''ان شاء اللہ'' کہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی کئی مواقع پر ''ان شاء اللہ'' کہا جسے قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان فرمایا گیا۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کا ''ان شاء اللہ'' کہنا:

1: حضرت یوسف علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا:

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے فرمانروا بنے اور تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو اپنے والدین کریمین کو اپنے بھائیوں کو ان کی آل اولاد سمیت مصر میں سکونت اختیار کرنے کے لیے بلایا۔ جب وہ مصر کے قریب پہنچے تو آپ خود ان کے استقبال کے لیے مصر سے باہر نکلے اور انہیں مصر میں داخل ہو کر سکونت اختیار کرنے کے بارے میں یوں کہا جسے سورۂ یوسف کی آیت نمبر 99 میں بیان فرمایا۔

القرآن: وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ

ترجمہ: اور فرمایا (یوسف علیہ السلام نے) ان شاء اللہ مصر میں امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

2: حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا:

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد 26 کے صفحہ نمبر 12 پر فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے خواب دیکھتے رہے، حکم ہوا: اے ابراہیم! اپنی

پسندیدہ چیز ہماری راہ میں قربان کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شہزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر قربان گاہ کی جانب چلے اور قربان گاہ پہنچ کر اپنے شہزادے سے پوچھنے لگے جسے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ صافات کی آیت نمبر 102 میں یوں بیان فرمایا:

القرآن: یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ

ترجمہ: تو والد نے کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں۔

القرآن: فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی

ترجمہ: اب تم غور کرکے بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جو جواب دیا، اسے قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

القرآن: قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ

ترجمہ: اے میرے والد! جس بات کا آپ کو حکم ہوا، وہ کیجئے۔ اللہ نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے۔

محترم حضرات! آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان سے ''ان شاء اللہ'' سنا۔ قربانی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے دونوں نبیوں کے لیے بہت بڑی آزمائش تھی مگر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ''ان شاء اللہ'' کہا تو رب تعالیٰ نے آسانی فرمائی اور ذبح عظیم کہہ کر اپنے عظیم انعامات سے سرفراز فرمایا۔

3: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان شاء اللہ کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کو چھوڑ کر مدین کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایسی جگہ سے گزرے جہاں لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں دو نیک سیرت خواتین اپنے جانوروں کو لیے پانی پلانے کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو باقی بچا کچا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد کنویں کو ایک بھاری پتھر سے ڈھانک جاتے ہیں جسے اٹھانا ہمارے بس کی بات نہیں۔

وہ بھاری پتھر جسے دس آدمی بمشکل اٹھاتے اور رکھتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تن تنہا وہ پتھر اٹھایا، کنویں سے پانی نکال کر ان خواتین کے

جانوروں کو خوب سیراب کرنے کے بعد ایک کنارے آرام کی غرض سے نکل گئے۔

وہ دونوں خواتین حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ آج تم جانوروں کو پانی پلا کر جلدی واپس آ گئی ہو؟ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ اس طرح ایک نیک فرد نے ہماری مدد کی۔ اس وجہ سے آج ہم جلدی گھر لوٹ آئی ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: جاؤ اور اس نیک مرد کو بلا کر لے آؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے پاس دس سال تک قیام فرمائیں تو میں اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دوں گا تو اس گفتگو میں آپ علیہ السلام نے فرمایا: جسے قرآن مجید سورۂ قصص کی آیت نمبر 27 میں بیان فرمایا ہے۔

القرآن: سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ

ترجمہ: ان شاء اللہ آپ مجھے نیک لوگوں میں پائیں گے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے مقام پر بھی ان شاء اللہ کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم لدنی تھا تو آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرصہ آپ کے ساتھ رہ کر اس علم کے بارے میں معلومات حاصل کرلوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے علم لدنی کے ذریعہ یہ معلوم کرلیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عجیب وغریب واقعات دیکھیں گے تو خاموش نہیں رہ سکیں گے، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے جب ان سے اس بات کا برملا اظہار کردیا تو جواباً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاموش رہنے کی یقین دہانی کراتے ہوئے ارشاد فرمایا جسے قرآن مجید سورۂ کہف کی آیت نمبر 69 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: قَالَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا

ترجمہ: فرمایا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

☆ ان شاء اللہ کی برکت سے مطلوبہ گائے تک رسائی:

سورۂ بقرہ میں ہے کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار شخص تھا۔ اس

کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت اس کو قتل کر کے کسی دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح اس کے خون کا مدعی بن گیا۔ لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کے گوشت کا کوئی حصہ مقتول کے جسم کے ساتھ لگائیں تو مقتول زندہ ہو کر بتائے گا کہ اس کا قاتل کون ہے۔

بنی اسرائیل اس حکم کی تعمیل میں ٹال مٹول کرنے لگے اور گائے کے بارے میں طرح طرح کے سوال و جواب کرنے لگے۔ان کا مقصد یہ تھا کہ گائے ذبح کرنے کا حکم ٹل جائے۔کج بحثی میں اس قدر بڑھ گئے کہ ہر سوال میں استہزا کی جھلک نظر آتی ہے اور اپنے رسول معظم کی گستاخی اور بے ادبی کا پہلو نمایاں ہو رہا ہے جس میں نافرمانی اور عدم تعمیل کا عنصر غالب ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ ہر سوال کے جواب میں سے مزید کوئی نہ کوئی سوال گھڑ لیتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل کج بحثی میں نہ الجھتے اور کوئی سی گائے بھی ذبح کر دیتے تو حکم الٰہی پر عمل ہو جاتا،مگر جوں جوں ان کا سلسلہ سوال دراز ہوتا گیا، گائے ذبح کرنے کا معاملہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا گیا،لیکن حکم ربی چونکہ اٹل تھا اس لیے جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے ذبح کرنا ناگزیر ہے

جس سے چھٹکارا ناممکن ہے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں نیازمندی کے ساتھ درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے اسی مطلوبہ گائے کے مکمل اوصاف اور خصائص دریافت کریں اور آخر میں کہا:

القرآن: وَاِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے۔

(سورۂ بقرہ، آیت 70)

جب انہوں نے یہ کلمہ ان شاء اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو وہ کبھی بھی مطلوبہ گائے تک رسائی اور رہنمائی حاصل نہ کر پاتے (تفسیر خزائن العرفان)

☆ یاجوج ماجوج جب ان شاء اللہ کہیں گے:

سورۂ کہف کی آیات 93 تا 98 کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی کی جلد 16 کے صفحہ نمبر 61 پر فرماتے ہیں کہ حضرت سکندر ذوالقرنین اپنی فتوحات کے سلسلے میں کئی ممالک پہنچے یہاں تک کہ اپنے دارالخلافہ علاقہ ایران کے شہر ہمدان سے جانب شمال دو ایسے پہاڑی سلسلے کے پاس راستے کا تمام علاقہ فتح کرتے ہوئے پہنچے یہاں ایک طرف آرمینیا کا پہاڑ

ہے، دوسری طرف آذربائیجان، ان کے درمیان بہت دراز کھلا راستہ ہے جس کے پار جنگلات اور بے آباد گنجان علاقہ ہے۔اس راستے کو دونوں پہاڑوں میں تقسیم کیا تو سدین کہا گیا۔ ان دونوں پہاڑوں کے پاس ایک بڑی قوم کو آباد پایا۔

وہ قوم سکندر اور ان کے لشکر کی زبان نہ جانتی تھی لیکن حضرت سکندر ذوالقرنین ان کی زبان جانتے تھے، اس قوم نے حضرت سکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے ذوالقرنین! بے شک پہاڑوں کے اس پار سے ایک زبردست قدآور وحشی قوم یاجوج ماجوج اپنے بڑے گروہ اور افراد کے ساتھ ہماری اس سرزمین میں آ کر لوٹ مار، قتل وغارت کا بازار گرم کرتے ہیں تو کیا آپ ہم پر یہ مہربانی کر سکتے ہیں کہ اس پہاڑی درے کو جو ان کے اور ہمارے درمیان ہے، ایک مکمل اور مضبوط سد یعنی رکاوٹ والی دیوار بنائیں تاکہ کبھی بھی ان لوگوں کو اس طرف آنے کا قطعاً کوئی راستہ نہ ملے اور اس کے لیے جو کچھ ساز وسامان اینٹ، پتھر اور ہمارا ذاتی سامان مال ودولت جو بھی جس شکل میں ہے، وہ ہم سب کچھ آپ کو دے دیں گے چنانچہ حضرت سکندر ذوالقرنین نے لوہا، پتھر، تانبا، سلور، مٹی اور لکڑی کا میٹریل تیار کر کے تقریبا دوسونوے فٹ بلند دیوار بنادی جس کی موٹائی پچاس گز اور لمبائی ایک کوس یعنی تین میل تھی اور جب یہ دیوار تیار ہوگئی

تو اس کی شان و کیفیت ایسی تھی کہ بلندی میں وہ لوگ قدآ ور زورآ ور ہونے کے باوجود اس کو پھلانگ نہ سکتے تھے۔ سپاٹ اور چکنی دیوار تھی لہذا چڑھ بھی نہ سکتے تھے، مضبوط ایسی تھی کہ سوراخ بھی نہ کر سکتے تھے۔ یہ دیوار بحر اسود کے قریب علاقہ قفقاز میں ہے، اس کا نام سدسکندری یا دربند یا سد ذوالقرنین ہے۔

حضرت سکندر ذوالقرنین نے تبلیغ فرماتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! یہ سب کچھ میرے رب کی رحمت و کرم ہے کہ اتنی شان دار حفاظت کرنے والی دیوار بن گئی اور یہ تا قیامت رہے گی پھر ایک وقت آئے گا جب میرے رب کا وعدۂ آخرت ہوگا تو اس دیوار کی کوئی حیثیت نہ ہوگی اور توڑ پھوڑ کر رکھ دی جائے گی اور ازل سے ابد تک میرے رب کا ہر وعدہ سچا ہے، پورا ہو کر رہے گا۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ یہ حضرت سکندر ذوالقرنین کی کرامت تھی کہ دیوار بناتے وقت آگ پھونکنے والوں کو تپش نہ لگتی تھی، وہ اطمینان سے کام کرتے تھے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب سے یہ دیوار بنی ہے، باری باری لوگ اس کو صبح سے شام تک کھودتے ہیں، جس سے وہ باریک ہوتی جاتی ہے، شام کو تھک کر کہتے ہیں، کل پھر کھودیں گے، صبح کو وہ قدرتی پھر اتنی موٹی ہو جاتی ہے، تا قیامت ایسا ہوتا رہے گا، جب فیصلہ

الٰہیہ کے مطابق دیوار کھلنے کا وقت آئے گا تو کہیں گے ان شاء اللہ باقی کل کھودیں گے۔ ان شاء اللہ کی وجہ سے وہ پھر موٹی نہ ہوگی اور تھوڑی محنت کے بعد دیوار باریک ہو کر ٹوٹ جائے گی اور سب نکل آئیں گے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے کسی نیک کام کے کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو ان شاء اللہ کہیں۔ ہمارے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جائے گی اور وہ کام بحسن وخوبی انجام پذیر ہوگا۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ پہلے کے لوگ ان شاء اللہ کام کے ارادے سے کہتے تھے مگر موجودہ زمانے میں کسی کام کو ٹرخانے اور ٹال مٹول کرنے اور (معاذ اللہ) جان چھڑانے کے لیے ان شاء اللہ کہا جاتا ہے اور دن بدن لوگوں کی یہ روش بڑھتی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر نیک اور جائز کام کے کرنے سے پہلے ان شاء اللہ کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور کلمہ کی برکتوں سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مسلمانوں کا قتل
اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 93 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائیے۔

محترم حضرات! آج اگر آپ پوری دنیا پر نظر دوڑائیں تو کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی علاقہ اور کوئی محلہ قتل و غارت گری سے محفوظ نہیں، ہر چیز مہنگی سے مہنگی تر ہوتی چلی جارہی ہے، بس صرف ایک انسان کا خون ہے جو نہایت ہی سستا ہے۔ انسانی جان کی کوئی اہمیت نہیں، یہ بے دریغ گلیوں اور کوچوں میں بہایا جارہا ہے، میں یہ بات بڑی تحقیق کے بعد کہہ رہا ہوں کہ اس وقت جانوروں کو بھی اتنی بڑی تعداد میں نہیں مارا جارہا، جتنی بڑی تعداد میں انسانوں کا قتل ہورہا ہے۔ آج انسان وحشی درندے سے بھی بڑھ کر ظالم ہوگیا ہے۔ بات بات پر غصے میں بندوق تان کر فائر کھول دیا جاتا ہے۔ چند روپے کے لیے، زمین کے تھوڑے سے ٹکڑے کو حاصل کرنے کے لیے، اپنی بات پر اڑ جانے اور اپنی بات کو منوانے کے لیے بندوق اٹھا کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، روزانہ اخبارات اور میڈیا پر باقاعدہ سرخیاں لگتی ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کو قتل کرنا ایک معمولی کام ہو چکا ہے، مگر یاد رہے یہ کام رب تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ رب تعالیٰ اس کام سے سخت ناراض ہوتا ہے چنانچہ میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں قرآن مجید کی آیت پیش کرتا ہوں۔ جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی سورۂ نساء

آیت نمبر 93 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

ترجمہ: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اس کے لیے تیار رکھا ہے بڑا عذاب۔

اس آیت کا شان نزول تفسیر خازن، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان اور تفسیر نعیمی جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر نقل ہے۔ مقیس ابن صبابہ کنانی اور اس کے بھائی ہشام ابن صبابہ مدینہ منورہ میں مسلمان ہو گئے۔ کچھ دن بعد مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو قبیلہ بنی نجار کے محلہ میں قتل شدہ پایا مقیس حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے بھائی ہشام کے قتل ہو جانے کی خبر دی۔ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو جو بنی فہر کے قبیلہ سے تھا۔ مقیس کے ساتھ بنی نجار کے یہاں بھیجا کہ حضور ﷺ حکم دیتے ہیں کہ اگر تمہیں قاتل کا پتہ ہو تو اسے مقیس کے حوالے کر دو تاکہ اس سے قصاص لیا جائے اور اگر تمہیں قاتل کا پتہ نہ

ہوتوتم سب مل کر ہشام کی دیت ایک سو اونٹ مقیس کو دے دو، جب بنی نجار کو یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے صدق دل سے کہا ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا'' ہم کو قاتل کا پتہ نہیں البتہ ہم دیت دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سو اونٹ مقیس کے حوالے کیے۔ مقیس اور وہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد فہری مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ مقیس کے دل میں بدی آئی۔ اس نے فہری کو قتل کیا اور دیت کے اونٹ لے کر مرتد ہو کر مکہ معظّمہ بھاگ گیا اور خوشی میں یہ شعر گاتا ہوا بھاگا۔

ترجمہ: میں نے فہری کو قتل بھی کر دیا اور اپنے بھائی کی دیت بھی بنی نجار کے سرداروں سے لے لی۔ مجھے اپنا بدلہ خوب مل گیا اور اب میں اپنے بتوں کی طرف رجوع کرنے میں اول ہوتا ہوں، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا ہے بڑا عذاب۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید کی آیت اور اس کا شان نزول سنا اور یہ بھی سنا کہ جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے، اب

آیئے کائنات کی ابتداء کی طرف چلتے ہیں اور سنتے ہیں کہ کائنات کا پہلا قتل کب ہوا اور یہ قتل کس نے کیا؟

☆ کائنات کا پہلا قتل:

تفسیر روح المعانی جلد 4 کے صفحہ نمبر 111 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد سے قابیل اور ہابیل تھے۔ قابیل بڑا تھا، ہابیل چھوٹا تھا۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل بکریاں چراتے تھے۔ قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام ''اقلیما'' تھا جو بہت زیادہ حسین و جمیل تھی اور ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی ''لیوِوا'' خوبصورتی میں کچھ کم تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے قانون کے مطابق قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح ہابیل سے اور ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح قابیل سے ہونا تھا لیکن قابیل نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی اقلیما کا نکاح میرے ساتھ ہی ہوگا۔

جب قابیل نے ضد اور ہٹ دھرمی شروع کر دی تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی نہ کوئی چیز پیش کرو، جو سچا ہوگا، اس کا

صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوجائے گا اور جو جھوٹا ہوگا، اس کی طرف سے پیش کیا گیا صدقہ قبول نہیں ہوگا۔

اس وقت قبولیت کی یہ علامت تھی کہ جس کا صدقہ قبول ہوجاتا، اسے قدرتی طور پر آنے والی آگ کھا جاتی اور جو قبول نہیں ہوتا تھا، اسے آگ نہیں کھاتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری یا ایک دنبہ رب تعالیٰ کی راہ میں پیش کیا۔ دونوں نے یہ کہہ کر صدقہ پیش کیا کہ اے اللہ! جو اقلیما کا زیادہ حق دار ہے، اس کی قربانی قبول فرما۔

آسمانی آگ نے ہابیل کے صدقہ کو کھا کر قبولیت بخش دی اور قابیل کے صدقہ کو آگ نے نہ کھا کر رد کر دیا۔ قابیل کے دل میں حسد، بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھی، اس نے ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔

چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے تو ان کے پیچھے قابیل نے حضرت ہابیل کو شہید کر دیا، یہ روئے زمین پر پہلا قتل تھا۔ اس لیے قابیل نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو کیسے قتل کرے تو شیطان مردود نے اس کے سامنے ایک پرندے کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے پھوڑ دیا۔ قابیل کو پتہ چل گیا کہ اس طرح قتل کرنا ہے، حضرت ہابیل چونکہ بکریاں چراتے تھے۔ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے۔ قابیل نے ان کے سر پر پتھر مار کر

انہیں شہید کر دیا۔اس وقت حضرت ہابیل کی عمر بیس سال تھی۔

قتل کرنے کے بعد قابیل کا تمام جسم کالا ہو گیا۔حضرت آدم علیہ السلام جب واپس تشریف لائے تو آپ نے قابیل سے پوچھا: تمہارا بھائی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں کوئی ذمہ دار تو نہیں تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو نے اسے قتل کر دیا ہے۔اسی لیے تیرا جسم سیاہ ہو چکا ہے۔

☆قتل کے بعد قابیل کی پریشانی:

قابیل نے جب حضرت ہابیل کو شہید کر دیا تو اب پریشان تھا کہ لاش کا کیا کروں؟ اسی طرح چھوڑ دینے پر ڈر تھا کہ درندے کھا جائیں گے تو وہ اپنے بھائی کی لاش کو بوری میں ڈال کر پھرتا رہا، یہاں تک کہ لاش میں بو پیدا ہو گئی۔اسے چھپانے کا کوئی طریقہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کیا کروں؟

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر کی جلد 11 کے صفحہ نمبر 209 پر نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے، وہ دونوں لڑے، ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کو کریدا اور مردہ کوے کی لاش کو اس گڑھے میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دی۔اس سے قابیل کو پتہ چل گیا کہ میں نے بھی ایسا ہی کرنا ہے۔

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن فضالہ سے مروی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا تو اس کی عقل زائل ہوگئی۔ دل میں سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوگئی اور وہ پاگل ہوگیا، یہاں تک کہ اسی حال میں ذلیل ورسوا ہوکر مر گیا۔

☆ قابیل کو ہر قتل پر عذاب ہوگا:

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی اور علامہ رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی ظلماً قتل ہوگا۔ اس کے قتل کا عذاب آدم علیہ السلام کے پہلے ''قاتل بیٹے'' (قابیل) پر بھی ہوگا کیونکہ سب سے پہلے اسی نے قتل کی ابتداء کی (یعنی جس طرح قتل کرنے والے کو قتل کا عذاب ہوگا، اسی طرح قتل کی ابتداء کرنے والے کو بھی عذاب ہوتا رہے گا۔)

الامان والحفیظ! محترم حضرات! کسی مسلمان کو قتل کرنا کتنا سخت گناہ اور سنگین جرم ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ اپنے غلاموں کو اس سنگین گناہ سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو عظیم

خطبہ دیا، وہ اُمّت مسلمہ کے لیے ایک ابدی وصیت نامہ ہے، اس میں اس بات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں۔

چنانچہ بخاری شریف، باب حجۃ الوداع میں حدیث نمبر 4406 (مطبوعہ دارالسلام) نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال اور (محمد بن سیرین کی روایت کے مطابق) تمہاری آبروئیں ایک دوسرے کے لیے ایسی ہی حرمت رکھتی ہیں، جیسے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر (مکہ) اورتمہارے اس دن (یوم عرفہ) کی حرمت ہے۔ تم سب اپنے پروردگار سے جا کر ملو گے پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ لہذا میرے بعد پلٹ کر ایسے کافر یا گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ خوب اچھی طرح سن لو کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں جو موجود نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو یہ بات پہنچائی جائے، وہ اصل سننے والے سے زیادہ اسے محفوظ رکھے۔ پھر فرمایا یاد رکھو، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟

☆ایک ناحق قتل پر رب تعالیٰ کا جلال:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 12301 نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر آسمان و زمین کے تمام لوگ کسی ایک مسلمان کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو گنتی اور حساب کے بغیر عذاب دے گا۔

☆ مومن کی حرمت:

حدیث شریف =ابن ماجہ،ابواب الفتن میں حدیث نمبر 3932 (مطبوعہ دارالسلام) نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کعبہ کا طواف کررہے تھے اور (کعبے سے خطاب کرتے ہوئے) فرمارہے ہیں کہ تو کتنا پاک ہے! اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے! تو کتنا عظیم ہے! اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے! قسم اس رب کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔یقیناً ایک مومن کی حرمت رب تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے۔اس کے مال کی بھی، اس کے خون کی بھی اور اس بات کی بھی کہ ہم اس کے بارے میں اچھے گمان کے سوا کوئی اور گمان کریں۔

☆پوری دنیا کا ختم ہوجانا:

حدیث شریف = سنن نسائی کتاب المحاربۃ میں حدیث نمبر 3992 (مطبوعہ دارالسلام) نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہوجانا کسی مسلمان کے قتل سے بہتر ہے۔

☆قاتل کا فرض قبول ہے نہ نفل:

حدیث شریف = ابو داؤد، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4270 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے (ناحق) قتل کیا تو رب تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

محترم حضرات! قتل کی وعیدیں تو آپ نے سنیں۔مومن کو قتل کرنا تو بہت سنگین جرم ہے۔فقط اس کی جانب ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی جرم ہے چنانچہ اس ضمن میں حدیث رسول سُنیے:

☆اپنے بھائی کی جانب ہتھیار سے اشارہ بھی مت کرو:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2617 نقل ہے۔حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتل ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

محترم حضرات! آج ہمارا حال یہ ہو چکا ہے کہ ہم ہتھیار دکھا دکھا کر مسلمانوں کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں، آنکھیں دکھاتے ہیں، اسلحہ تان کر مسلمانوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آج تو یہ بدبخت بہت خوش ہیں کہ ہمیں کوئی پکڑنے والا نہیں مگر جب تمہاری سانس بند ہوگی، اس وقت تمہیں اس ظلم کا مزہ چکھنا ہوگا۔

ایک بات اور بھی یاد رہے کہ بعض لوگ ملک سے باہر، شہر سے باہر، علاقے سے باہر بیٹھ کر مسلمانوں کا قتل عام کرواتے ہیں، اپنی سیٹ بچانے کے لیے، اپنا عہدہ بچانے کے لیے اور اپنی آمدنی جاری رکھوانے کے لیے قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے ہیں، وہ بھی سن لیں، وہ بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔

☆قتل کا حکم کرنے والے کے لیے آگ کے انہتر حصے:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 12320

نقل ہے۔ حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کے ارتکاب کا حکم دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ کے ستر حصے کیے جائیں گے تو قتل کا حکم دینے والے کے لیے انہتر (69) حصے ہوں گے اور قتل کرنے والے کا ایک حصہ اور وہی اس کے لیے کافی ہو جائے گا۔

اے باہر بیٹھ کر ملک میں قتل عام کروانے والو! اے اپنی سیٹ بچانے کے لیے بے گناہ لوگوں کا خون بہانے والو! اے خودکش بمبار تیار کر کے بے گناہ لوگوں کے گھروں کو اجاڑنے والو! اے خودکش دھماکہ میں کم سن بچوں کو استعمال کرنے والو! کان کھول کر سن لو! اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت شدید ہے، اس نے تمہارے لیے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور سنو!

حدیث شریف = مجمع الزوائد کتاب الفتن میں حدیث نمبر 12322 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن قاتل اور مقتول کو لایا جائے گا تو مقتول کہے گا کہ اے میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کس بات پر قتل کیا؟ قاتل (ایک اور شخص کی طرف اشارہ کر کے) کہے گا کہ مجھے اس نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر انہیں آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اے دشمنان اسلام کے اشاروں پر بم دھماکے کروانے والو! اسلام کا نام

لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے والو! چند ٹکوں کے لیے ماؤں کی گودیں اجاڑنے والو! اپنے من کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ننھے منے بچوں کو یتیم کرنے والو! سن لو، کل قیامت کے دن تمہیں گھسیٹ گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ ان ظالموں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمایا، چنانچہ حدیث شریف سنیے:

☆ آخری زمانے کا ایک گروہ:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الکبیر جلد 11 کے صفحہ نمبر 99 پر حدیث نمبر 11169 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے گروہ آئیں گے جن کے چہرے انسانوں اور دل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ وہ اپنی سفاکانہ کارروائیوں سے کثرت کے ساتھ خون بہائیں گے، کسی برے کام یعنی ظلم و زیادتی کی پرواہ نہیں کریں گے۔

☆ ظالم حجاج بن یوسف:

حجاج بن یوسف کے ظلم و ستم سے کون ناواقف ہوگا۔ بات بات پر قتل کر دیا

کرتا تھا۔اس کے ظلم وستم کے بارے میں علماء اور محققین فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام اُمتیں اپنی اپنی قوم کے ظالم بادشاہ کو پیش کریں اور مسلمان صرف حجاج بن یوسف کو پیش کریں تو یہ تمام ظالموں پر بازی لے جائے گا۔

حجاج کے ظلم کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ لوگوں کو قتل کرنا اس کے لیے معمولی بات ہوتی تھی۔وہ جمعہ کے دن اتنا کہہ دیتا کہ نماز جمعہ ختم ہونے کے بعد تمام نمازی سیدھی جانب والے دروازے سے باہر نکلیں اور اگر کوئی الٹی جانب والے دروازے سے باہر نکلا تو اس کا قتل مجھ پر حلال ہوگا لہذا قتل کے خوف سے لوگ اس کی بات پر عمل کرتے تھے۔

بہرحال حجاج بن یوسف نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا مگر جب وہ مرا، مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو حجاج بن یوسف نے بتایا کہ مجھے قبر میں ایک ایک قتل کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا جاتا ہے (الامان والحفیظ)

محترم حضرات! یہ تو قبر میں وبال ہے۔قیامت کے دن کی سختیاں تو اس کے علاوہ ہیں۔رب تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

وہ کام جس کو کرنے
والے ہم نہیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیۡنَ وَالشّٰاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فاطر سے آیت نمبر 29 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ نے ہر موقع پر اپنے غلاموں کی تربیت

فرمائی ہے، اچھے اعمال پر جنت کی خوشخبری عطا فرمائی اور برے اعمال پر دوزخ کے عذاب سے ڈرایا، احادیث ان چیزوں سے مالا مال ہیں۔ کئی مقامات پر نبی پاک ﷺ نے ایسے اعمال کا ذکر فرمایا جن کو کرنے والوں کے بارے میں خاص طور پر فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں۔

آج کی نشست میں آپ کے سامنے صرف ان احادیث کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا جن میں نبی پاک ﷺ نے خاص طور پر ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں کام کرنے والے ہم میں سے نہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''وہ ہم میں سے نہیں'' کا مطلب کیا ہے؟ کیا وہ ہم میں سے نہیں...... کا معنی یہ تو نہیں ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے؟

☆''وہ ہم میں سے نہیں'' کا مطلب:

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ ابوداؤد شریف کی شرح کی جلد 5 پر صفحہ نمبر 85 پر فرماتے ہیں کہ ''وہ ہم میں سے نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سیرت پر عمل پیرا نہیں۔ ہماری دی ہوئی ہدایت پر گامزن نہیں اور ہمارے اخلاق سے آراستہ نہیں۔

محترم حضرات! آپ نے ''وہ ہم میں سے نہیں'' کا مطلب سمجھ لیا، اب

آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتا ہوں۔ سنتے ہیں اور اپنی اصلاح کا سامان کرتے ہیں۔

1۔ جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب التوحید میں حدیث نمبر 7527 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت مراۃ المناجیح جلد 3 کے صفحہ نمبر 266 پر فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے نہ پڑھے، وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ معلوم ہوا کہ بری آواز والا بھی بقدر طاقت عمدگی سے قرآن شریف پڑھے کہ خوش آوازی قرآن مجید کا زیور ہے، جس سے تلاوت میں کشش پیدا ہوتی ہے، لوگوں کے دل مائل ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تبلیغ دین کا ذریعہ ہے یا جسے اللہ تعالیٰ قرآن کا علم دے اور وہ لوگوں سے بے نیاز نہ ہو جائے بلکہ اپنے کو ان کا محتاج سمجھے، وہ ہمارے طریقہ یا ہماری جماعت سے خارج ہے۔ عالم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کا محتاج ہے اور باقی

مخلوق عالم دین کی حاجت مند ہے۔اس لیے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر بھیک مانگنا یا علماء کا مالداروں کے دروازوں پر ذلت سے جانا ممنوع ہے۔اللہ تعالیٰ علمائے دین کو کفایت بھی دے قناعت بھی دے۔

☆ قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ میں حدیث نمبر 1342 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد 3 کے صفحہ نمبر 269 پر فرماتے ہیں کہ خوش الحانی اور بہترین لہجے، غمگین آواز سے تلاوت کرو اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے صحیح ادا کرو مگر گا کر تلاوت کرنا جس سے مدشد میں فرق آجائے، حرام ہے۔

☆ قرآن موسیقی کی طرز پر نہ پڑھو:

مسند احمد جلد 9 کے صفحہ نمبر 252 پر روایت نمبر 24025 نقل ہے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں چھ چیزوں سے خوفزدہ ہوں۔

1......بیوقوفوں کی حکمرانی

2......رشوت کے فیصلوں

3......سپاہیوں کی کثرت

4......قطع رحمی

5......ایسی قوم سے جوقرآن کوموسیقی کی طرز پر پڑھے گی

6......قتل ناحق

معلوم ہوا کہ قرآن خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوشنما، دلکش، پسندیدہ، دل آواز، غافل دلوں پراثر ڈالنے والا ہومگر موسیقی کی طرز پر نہ ہو

☆ کاش یہ آواز تلاوت میں استعمال ہوتی:

مراۃ المناجیح جلد 3 کے صفحہ نمبر 270 پر ایک حکایت نقل ہے۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی مجلس سے گزرے، جہاں ایک گویّا (گانا گانے والا) بہت اچھی آواز سے گا رہا تھا، آپ نے فرمایا: کاش! یہ آواز قرآن شریف کی تلاوت میں استعمال ہوتی۔ یہ خبر گانا گانے والے کوپہنچ گئی۔اس نے سچی توبہ کی اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہنے لگا حتیٰ کہ قرآن مجید کا عالم وقاری بن گیا۔

2: سنت سے بے رغبتی کی، وہ ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = بخاری، کتاب النکاح میں حدیث نمبر 5063 نقل ہے۔رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی، وہ مجھ سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد اول کے صفحہ نمبر 151 پر فرماتے ہیں جو کسی سنت کو برا جانے، وہ اسلام سے خارج ہے یا جو بلا عذر سنت چھوڑنے کی عادت بنالے، وہ میرے پرہیز گاروں کی جماعت سے خارج ہے۔

☆ حدیث میں "سنت" سے کیا مراد ہے؟

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری کی جلد 14 کے صفحہ نمبر 5 پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سنت سے مراد طریقہ ہے اور طریقہ فرض، نفل، اعمال اور عقائد سب کو شامل ہے۔

☆ سنت پر عمل بخشش کا ذریعہ بنا:

سیر اعلام النبلاء جلد 13 کے صفحہ نمبر 269 پر نقل ہے کہ حضرت ھبۃ اللہ طبری علیہ الرحمہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ رب تعالیٰ نے آپ

کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ رب تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ عرض کی: مغفرت کا سبب کیا بنا؟ آپ نے فرمایا: سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے۔

محترم حضرات! آپ نے سماعت فرمایا کہ سنت پر عمل کی وجہ سے مغفرت کردی گئی۔ آج ہماری سانسیں چل رہی ہیں۔ ہمارے جسم میں جان ہے تو کیوں نہ اس موقع کو غنیمت جان کر اپنی زندگی کے ہر کام کو سنت کے مطابق کرلیں۔ کیا معلوم یہی کام ہماری بھی بخشش ونجات کا ذریعہ بن جائے۔ اب آخر میں آپ کی خدمت میں سنت سے محبت کرنے والوں کے لیے جس انعام کا اعلان کیا گیا، اس انعام کے متعلق سنیے۔

☆ جنت میں تاجدار کائنات ﷺ کا پڑوس:

حدیث شریف = مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان جلد اول کے صفحہ نمبر 55 پر حدیث نمبر 175 نقل ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

3۔ عورت کو اس کے خاوند کے خلاف ابھارنے والا:

حدیث شریف = ابو داؤد، کتاب الطلاق میں حدیث نمبر 2175 نقل ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت کو اس کے خاوند یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف ابھارے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 101 پر نقل فرماتے ہیں کہ خاوند بیوی میں فساد ڈالنے کی بہت صورتیں ہیں:

عورت سے خاوند کی برائیاں بیان کرے، دوسرے مردوں کی خوبیاں ظاہر کرے کیونکہ اس کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور ہوتا ہے، یا ان میں اختلاف ڈالنے کے لیے جادو تعویذ گنڈے کرے، سب حرام ہے اور غلام یا لونڈی کو بگاڑنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بھاگ جانے پر آمادہ کرے، اگر وہ خود بھاگنا چاہیں تو ان کی امداد کرے۔ بہر حال دو دلوں کو جوڑنے کی کوشش کرو، توڑو نہ۔

☆ جدائی ڈالنے والے کو ابلیس نے چمٹا لیا:

حدیث شریف = صحیح مسلم شریف میں حدیث نمبر 2813 نقل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں ابلیس کے

زیادہ قریب اس کا درجہ ہوتا ہے، جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہوتا ہے۔ ایک لشکر واپس آ کر بتاتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ برپا کیا تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔ یہ سن کر ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: تو کتنا اچھا ہے؟ اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈلوانا کتنا عام ہو چکا ہے، کہیں پڑوس کی عورتیں بیوی کو بھڑکاتی ہیں، کہیں بیوی کی سگی بہنیں اور ماں شوہر کے خلاف بھڑکاتی ہیں، کہیں کوئی حسد کا مارا یا حسد کی ماری عورت جادو کے ذریعہ جدائی ڈلواتی ہے۔ یہ تمام باتیں کس قدر عام ہو چکی ہیں کہ گھر ٹوٹنے کی شرح بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کسی نے اس پرفتن دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے کتنی پیاری بات کہی کہ ''توڑنے کے لیے سینکڑوں بیٹھے ہیں مگر بنانے کے لیے صرف ایک ہوتا ہے''

4: بدشگونی لینے والا ہم سے نہیں:

حدیث شریف = مسند بزار جلد 9 کے صفحہ نمبر 52 پر حدیث نمبر 3578

نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی یا جس سے کہانت کی یا جس کے لیے کی گئی یا جادو کرنے اور کروانے والا ہم سے نہیں۔

محترم حضرات! شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وقت کو اپنے حق میں اچھا یا برا سمجھنا۔

☆عوام میں رائج بدشگونی کی فہرست:

1......سیدھی آنکھ پھڑ کے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ اب کسی سے جھگڑا ہوگا۔

2......کالی بلی یا کالا کتا آگے سے گزر جائے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ اس راستے سے نہیں گزرنا چاہیے، راستہ بدلنا چاہیے ورنہ حادثہ ہوگا۔

3......کبھی اخبارات میں شائع ہونے والے ''یہ دن کیسا رہے گا'' ''یہ ہفتہ کیسا رہے گا'' پڑھ کر اس سے بدشگونی لے کر غمگین و رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔

4......کبھی بلی کے رونے کو منحوس سمجھتے ہیں، کبھی رات کے وقت کتے کا آواز نکالنا منحوس سمجھتے ہیں۔

5......بیوہ عورت کو دلہن کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرنے دیتے کہ یہ بدشگونی ہے۔

6...... حاملہ عورت کو میت کے قریب نہیں آنے دیتے کہ اس سے پیدا ہونے والے بچے پر برا اثر پڑے گا۔

7......سورج گرہن کے موقع پر حاملہ عورت کو چھری یا قینچی استعمال نہیں کرنے دیتے۔بدشگونی یہ لیتے ہیں کہ اس کا بچہ معذور پیدا ہوگا۔

8......صبح سویرے یا پہلا گاہک سودا لیے بغیر چلا جائے تو اس سے بدشگونی لیتے ہیں کہ اب تو پورا دن منحوس گزرے گا۔

9......خالی قینچی چلانے اور چابیاں گھمانے پر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ فعل منحوس ہے۔

10......اگر کوئی دن تکلیفوں والا گزر جائے تو بدشگونی لیتے ہیں کہ صبح صبح فلاں شخص ملا تھا، وہ منحوس انسان تھا کہ اس کا مونہہ دیکھنے کے بعد پورا دن منحوس گزرا ہے۔

محترم حضرات! یہ ہندوؤں کے کام ہیں۔مسلمانوں کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔مسلمان تو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے،اس کا اس بات پر پکا یقین ہوتا ہے کہ وہی ہوگا جو میرا رب چاہے گا۔

5۔مسلمان کو دھوکا دینے والا ہم سے نہیں:

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الایمان میں حدیث نمبر 101 نقل ہے۔رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 254 پر فرماتے ہیں۔اس حدیث میں ہمارے ساتھ دھوکا کیا، سے مراد تمام مسلمان ہیں یا اہل عرب یا اہل مدینہ یعنی جس نے مسلمانوں کو یا اہل عرب کو یا اہل مدینہ کو دھوکہ دیا، وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

محترم حضرات! مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے مگر افسوس کہ آج سب سے زیادہ دھوکہ بازی مسلمانوں کے اندر ہے اور ہم دھوکہ دینے کے مختلف طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں۔

☆قرض کے بہانے رقم دبالینا:

کئی ایسے لوگ ہیں جن کی قرض لیتے وقت ہی یہ نیت ہوتی ہے کہ قرض لے کر واپس کرنا ہی نہیں ہے۔قرض حاصل کرنے کے لیے دھوکہ دیتے ہوئے خوب گڑگڑاتے ہیں۔منت سماجت کرتے ہیں، پھر وہ رحم کھا کر رقم بطور قرض دیتا

ہے تو اسے لے کر فوراً غائب ہو جاتے ہیں، واپس دینے کا نام تک نہیں لیتے۔

☆ چائنا کا مال جاپانی کہہ کر فروخت کرنا:

کئی ایسے دکاندار ہیں جو چائنا کے مال کو جاپانی کہہ کر فروخت کرتے ہیں۔ اس طرح جھوٹ بول کر یا جاپانی اسٹیکر لگا کر وہ اپنے مسلمان بھائی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ دھوکہ تو غیر مسلم کو بھی نہیں دینا چاہیے پھر ایسی حرکت کر کے اپنے آپ کو بہت ہوشیار تصور کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھا میں نے فلاں کو کیسا بے وقوف بنایا۔ یاد رہے ایسے کام سے ہماری ہی آخرت کا نقصان ہے۔ مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسے کام کرے۔

☆ ناپ تول میں ڈنڈی مار کر دھوکہ دینا:

گاہک کی نظر ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوئی، دکاندار یا ریڑھی والے نے تول میں کمی کر دی یا کچھ دانے فروٹ کے گلے سڑے ڈال دیے، کپڑے والے کھینچ کھینچ کر کپڑا تھان میں سے کم ناپ کر گاہک کو دے دیا۔ ظالمو! اگر گاہک نہیں دیکھ رہا تو کیا ہوا؟ اس کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ اس کا نقصان تمہیں بے برکتی کی صورت میں ہوتا ہے۔

☆ مالداروں کا ڈیوٹی اور ٹیکس چوری کرنا:

بڑے بڑے بزنس مین لاکھوں روپے کمانے کے چکر میں حکومت کو دھوکہ دیتے ہوئے ڈیوٹی اورٹیکسز چوری کرتے ہیں۔اس طرح کافی منافع بٹورتے ہیں۔یہ معزز دھوکے باز کہلاتے ہیں۔ان کی ان حرکتوں سے ملک کونقصان پہنچتا ہے۔اگرکوئی یہ کہہ کر ڈیوٹی اورٹیکس چوری کرے کہ حکومت بھی تو چور ہے،اس نے بھی تو ملک کولوٹا ہے،یہ بات محشر میں تمہیں نہیں بچا سکے گی۔اس لیے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود بارگاہ رب العزت میں جوابدہ ہے۔

6۔جو ہم پرتلوار اٹھائے وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 99 نقل ہے۔سرورکونین ﷺ نے فرمایا:جو ہم پرتلوارسونتے،وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 254 پرفرماتے ہیں:جوشخص کسی مسلمان پرتلوارسونت لے،اگرچہ اس کے قتل کا ارادہ نہ بھی کرے،تب بھی مسلمانوں کی جماعت (یعنی طریقے) سے خارج ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں کا سا کام نہ کیا،مسلمان پرظلماً ہتھیاراٹھانا بھی حرام ہے۔

7۔جو برائی سے منع نہ کرے،وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = ترمذی، کتاب البر والصلۃ میں حدیث نمبر 1928 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 560 پر حدیث پاک کے اس حصے (جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے) کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اپنے سے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اپنے سے بڑوں کا ادب نہ کرے، چھوٹائی بڑائی خواہ عمر کی ہو، خواہ علم کی خواہ درجہ کی! یہ فرمان بہت عام ہے۔ خیال رہے صَغِیْرَنَا اور کَبِیْرِنَا فرما کر یہ بتایا کہ چھوٹے بڑے مسلمانوں کا ادب ان پر رحم (کرنا) چاہیے، یہ قید بھی زیادتی اہتمام کے لیے ہے ورنہ کافر ماں باپ کا بھی مادری ادب، کافر چھوٹے بھائی پر بھی قرابت داری کا رحم چاہیے جیسا کہ فقہاء کے فرامین اور دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے، یوں ہی ان کے حقوق قرابت ادا کرے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح میں حدیث پاک کے اس حصے (اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے) کے تحت فرماتے ہیں: ہر شخص اپنی طاقت اور اپنے علم کے مطابق دینی احکام لوگوں میں جاری

کرے۔ یہ صرف علماء کا ہی فرض نہیں ،سب پر لازم ہے۔ حاکم ہاتھ سے برائیاں روکے، عالم عام زبانی تبلیغ سے یہ فرض انجام دیں۔ فی زمانہ اس سے بہت غفلت ہے۔

8۔ بے صبری کرنے والا ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1297 نقل ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مونہہ پر طمانچے مارے، گریبان چاک کرے اور زمانہ جاہلیت کی طرح واویلا مچائے، وہ ہم سے نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت مراۃ المناجیح جلد 2 کے صفحہ نمبر 502 پر فرماتے ہیں۔میت وغیرہ پر مونہہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے، رب تعالیٰ کی شکایت، بے صبری کی بکواس کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں سے نہیں ہے۔ یہ کام حرام ہیں ۔ان کا کرنے والا سخت مجرم (ہے)اس حدیث پاک کی تائید قرآن کریم فرما رہا ہے:

القرآن: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

(سورۂ بقرہ، آیت 155/156)

ترجمہ: اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

☆ آواز سے رونا منع ہے:

بہار شریعت جلد اول کے صفحہ نمبر 855 پر نقل ہے۔ آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں بلکہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر (بغیر آواز کے) روئے یعنی غم کی وجہ سے صرف آنسو تشریف لائے۔

☆ غیر جنس سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں:

حدیث شریف = مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو جلد 2 کے صفحہ نمبر 640 پر حدیث نمبر 6892 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت مردوں کی اور جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرے، وہ ہم سے نہیں۔

☆ صبح و شام غضب الٰہی میں:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 356 پر حدیث نمبر 5385 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتیں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی

ناراضی اوراس کے غضب میں ہوتے ہیں۔

محترم حضرات! آج کے دور میں مشابہت کس قدر عام ہوچکی ہے۔ مردوں نے پینٹ شرٹ اتار کر عورتوں کے کپڑے پہن لیے، عورتوں نے پینٹ شرٹ اٹھا کر خود پہننا شروع کر دیا۔ مردوں نے بال بڑھانے شروع کر دیے۔ عورتوں نے چھوٹے بال یعنی بے بی کٹ بال رکھنا شروع کر دیے۔ عورتوں نے کانوں سے بالیاں نکال کر پھینک دیں، مردوں نے اسے اٹھا کر پہننا شروع کر دیا، ایسی کئی مثالیں ہیں جو معاشرے میں آپ کو نظر آئیں گی۔

خدارا! ایسے کاموں سے بچیئے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ ایسے کام کرنے والوں پر رب تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے۔ ایسے کاموں سے دنیا میں بھی تباہی اور آخرت میں بھی بربادی ہے۔

10۔ جس نے سلام کا جواب نہ دیا، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = الاذکار، کتاب السلام کے صفحہ نمبر 208 پر حدیث نمبر 707 نقل ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سلام کا جواب دیا، ثواب پائے گا اور جس نے سلام کا جواب نہ دیا، وہ ہم سے نہیں۔

محترم حضرات! جب کوئی مسلمان سلام کرے تو اس کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سن لے۔ سلام کرنے والے کی بڑی

فضیلت ہے۔

☆سلام میں پہل کرنے والے کے لیے 90 رحمتیں:

حدیث شریف = مسند بزار جلد اول صفحہ نمبر 437 پر حدیث نمبر 308 نقل ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب (یعنی پیارا) وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے، پھر جب وہ مصافحہ کرتے (یعنی ہاتھ ملاتے) ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان میں سے نوے رحمتیں (سلام میں) پہل کرنے والے کے لیے ہیں۔

محترم حضرات! سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے۔ بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع (یعنی دور) نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔

بدمذہب اور غیر مسلم کو سلام نہ کیا جائے وہ اگر سلام کریں تو صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے۔

11۔ جس نے تنگدستی کے خوف سے شادی نہ کی، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = جامع الاحادیث جلد 7 کے صفحہ نمبر 165 پر حدیث نمبر

2163 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگدستی کے خوف سے شادی نہ کی، وہ ہم سے نہیں۔

☆ شادی تنگدستی کو ختم کرتی ہے:

حدیث شریف = تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ نمبر 189 پر نقل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ میں تنگدستی کی شکایت لے کر حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اسے شادی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆ نکاح کرو، اللہ تمہیں غنی کر دے گا:

حدیث شریف = کنزالعمال، کتاب النکاح جلد 8 کے صفحہ نمبر 203 پر حدیث نمبر 45576 نقل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کا حکم دیا ہے۔ اس کی اطاعت کرو، رب تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو غنا (مالداری) کا وعدہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمائے گا

☆ تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب فضائل القرآن میں حدیث نمبر 1661 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی مدد رب تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو، مکاتب

غلام جو مال دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

12۔ جو نکاح پر قدرت رکھتا ہو پھر بھی نہ کرے، وہ ہم سے نہیں:

حدیث شریف = دارمی، کتاب النکاح جلد 2 کے صفحہ نمبر 177 پر حدیث نمبر 2164 نقل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نکاح پر قدرت ہونے کے باوجود نکاح نہ کرے، وہ ہم سے نہیں۔

☆ کب نکاح کرنا سنت ہے؟

بہار شریعت جلد 2 کے صفحہ نمبر 4 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ اگر مہر، نان ونفقہ دینے اور ازدواجی حقوق پورے کرنے پر قادر ہو اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے۔

ایسی حالت میں نکاح نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔ اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت یا اولاد کا حصول پیش نظر ہو تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض حصول لذت یا قضائے شہوت ہو تو ثواب نہیں ملے گا۔ نکاح بہرحال ہو جائے گا۔

☆ نکاح کے فوائد:

احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 32 پر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں: نکاح کے فوائد بے شمار ہیں۔ ان میں سے نیک اولاد کا ہونا، شہوت کا ختم ہونا، گھر کی دیکھ بھال اور قبیلے کا بڑھنا بھی ہے اور ان کے نان ونفقہ کا بندوبست کر کے ان کے ساتھ رہنے میں مجاہدے کا ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اگر بیٹا (اولاد) نیک ہو تو اس کی دعا سے برکت حاصل ہوگی اور اگر فوت ہو جائے تو (بروز قیامت تیرا) شفیع ہوگا۔

محترم حضرات! میں نے مختصر طور پر بارہ ایسے لوگ جن کے متعلق رسول پاک ﷺ نے فرمایا، وہ ہم سے نہیں، ان کا ذکر کیا، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان کاموں سے مکمل بچیں، جن سے بچنے کا حکم ہمیں رسول رحمت ﷺ نے دیا ہے تاکہ دونوں جہاں میں ہم سرخرو ہوں اور ہمارا نام بھی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں ہو۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیکیوں بھری زندگی نصیب فرمائے اور گناہ بھرے کاموں سے بچنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نیک اعمال پوشیدہ رکھو

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ-وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 271 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کوصرف اورصرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے لہذا یہ ثابت ہوا کہ ہماری پیدائش کا مقصد عیش پرستی، مال جمع کرنا، لالچ اور طمع میں مبتلا رہنا، فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا، رب تعالیٰ کی نافرمانیوں والے کام کرنا نہیں بلکہ ہماری پیدائش کا مقصد صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔عبادت میں بھی سب سے اہم بات یہ ہونی چاہیے کہ ہم نیک آدمی کہلوانے کے لیے عبادت نہ کریں۔لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت نہ کریں۔معاشرے میں نام کمانے کے لیے عبادت نہ کریں بلکہ ہماری عبادت کا مقصد صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیے۔اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے کسی اورکودکھانے، دوسروں سے داد وستائش پانے یا اپنا نام چمکانے کی نیت سے کوئی عمل کرے گا تو ایسا شخص ثواب سے محروم ہوکر ریا کاری کی تباہ کاری میں مبتلا ہو جائے گا لہذا جو بھی نیک عمل کیا جائے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے۔

☆ چھپا کر نیکی کرنا رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے:

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

القرآن: اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ-وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَ

تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورۂ بقرہ، آیت 271)

ترجمہ: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اسی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 274 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لیے ان کا نیگ (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اس آیت کے تحت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ چھپا کر صدقہ دینا علانیہ دینے سے افضل ہے۔ اس لیے کہ رب تعالیٰ نے نفقۂ لیل (رات میں

خرچ کرنے) کو نفقۂ نہار (دن میں خرچ کرنے) پر اور نفقۂ سر (پوشیدہ خرچ کرنے) کو نفقۂ علانیہ (ظاہر کر کے خرچ کرنے) پر مقدم فرمایا ہے۔ (تفسیر خازن جلد اول، ص 214)

☆نیکیاں چھپانے کے بارے میں احادیث:

قرآن مجید کی دو آیات بیان کرنے کے بعد اب احادیث رسول کی طرف چلتے ہیں۔ احادیث میں بھی نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں کو پوشیدہ یعنی چھپا کر نیکیاں کرنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ چند احادیث سنتے ہیں۔

☆نیک اعمال پوشیدہ رکھو:

حدیث شریف = جامع صغیر کے صفحہ نمبر 512 پر حدیث نمبر 8405 نقل ہے۔ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی نیک اعمال پوشیدہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا ہی کرے (یعنی اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھے)

☆ستر درجے افضل:

حدیث شریف = کنز العمال شریف جلد اول کے صفحہ نمبر 227 پر حدیث

نمبر 1925 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو نگہبان فرشتے بھی نہ سن سکیں۔ اس ذکر پر جسے وہ سن سکیں، ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

☆ پوشیدہ عمل افضل ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 376 پر حدیث نمبر 7012 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظاہری عمل کے مقابلے میں پوشیدہ عمل افضل ہے۔

☆ سب سے طاقتور چیز:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 3 کے صفحہ نمبر 244 پر حدیث نمبر 3441 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کانپنے لگی تو رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین میں گاڑ دیا تو وہ ساکن ہو گئی۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی: اے رب! کیا تو نے پہاڑوں سے زیادہ طاقتور کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! وہ لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کی: کیا لوہے سے طاقتور کوئی چیز بھی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ آگ ہے۔

پھر فرشتوں نے عرض کی۔آ گ سے بھی طاقتور چیز پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ پانی ہے پھر فرشتوں نے عرض کی: کیا پانی سے طاقتور کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں! وہ ہوا ہے۔فرشتوں نے پھر عرض کی: کیا ہوا سے طاقتور چیز بھی پیدا فرمائی ہے۔فرمایا ہاں! ابن آدم! جب اپنے دائیں (سیدھے) ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں (یعنی الٹے) ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

محترم حضرات! آپ نے چند احادیث سماعت فرمائیں۔کہیں پوشیدہ عمل کو ستر درجے افضل فرمایا گیا، کہیں پوشیدہ عمل کو افضل واعلیٰ فرمایا گیا، کہیں سب سے طاقتور چیز فرمایا گیا، یقینا پوشیدہ عمل یعنی چُھپا کر نیکیاں کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو بہت پسند ہے۔

نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کی نیت کرتے تھے چنانچہ اس ضمن میں، میں آپ کو جانشین محبوب کبریا، خلیفۂ اکبر، یارِ غار، ساتھیٔ مزار حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واقعہ سناتا ہوں تاکہ چھپا کر نیکیاں کرنے کا جذبہ بڑھے اور اخلاص نصیب ہو۔

☆صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پوشیدہ عمل:

کنز العمال، کتاب الفضائل جلد 6 کے صفحہ نمبر 221 پر یہ واقعہ نقل ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینۂ منورہ کے کسی محلے میں رہنے والی ایک نابینا بوڑھی عورت کے گھریلو کام کاج کر دیا کرتے تھے۔ آپ اس کے لیے پانی بھر کر لاتے اور اس کے تمام کام سرانجام دیتے۔ حسب معمول ایک مرتبہ بڑھیا کے گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سارے کام ان سے پہلے ہی کوئی کر گیا تھا۔ بہر حال دوسرے دن تھوڑا جلدی آئے تو بھی وہی صورت حال تھی کہ سب کام پہلے ہی ہو چکے تھے۔ جب دو تین دن ایسا ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بہت تشویش ہوئی کہ ایسا کون ہے جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے؟ ایک دن آپ دن ہی میں آ کر کہیں چھپ گئے، جب رات ہوئی تو دیکھا کہ خلیفۂ وقت جانشین رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس نابینا بڑھیا کے سارے کام کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے کہ خلیفۂ وقت نائب رسول ہونے کے باوجود ایسی انکساری! یہ معاملہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تو ہیں جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔

محترم حضرات! ذرا غور کیجیے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود خلافت کی اتنی ذمہ داریاں ہونے کے باوجود اس نابینا

بڑھیا کے گھر کا روزانہ پابندی سے چھپ کر کام کر دیا کرتے تھے۔ حقیقت میں یہ وہی ہستی تھے جنھوں نے مینارۂ نور بن کر دکھایا۔ آج چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم ان کے عمل سے چھپ کر نیکیاں کرنے کی تعلیم لے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بزرگان دین نے بھی اپنے اعمال سے اُمّت کو چھپا کر نیکیاں کرنے کی ترغیب دلائی، آیئے حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کا ایک ایمان افروز واقعہ سنتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کا پوشیدہ عمل:

تاریخ بغداد جلد 10 کے صفحہ نمبر 158 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ (رومیوں کے مقابلے میں جہاد کے لیے) طرطوس جاتے ہوئے شہر رقہ کے ایک مسافر خانے میں قیام فرماتے تھے تو ایک نوجوان آپ کے پاس آیا کرتا تھا، آپ کی ضروریات پوری کرتا اور کچھ احادیث کی سماعت کر لیتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ نوجوان ملنے نہیں آیا۔ آپ جلدی میں تھے تو لشکر کے ساتھ چلے گئے، جب جنگ سے فارغ ہو کر واپس رقہ پہنچے تو لوگوں سے اس نوجوان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ کسی کا اس پر قرض چڑھ گیا تھا، قرض خواہ نے

اسے جیل میں ڈلوا دیا ہے۔ پوچھا: اس پر کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، دس ہزار درہم۔ آپ علیہ الرحمہ نے رات میں قرض خواہ کو اپنے پاس بلوایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر قسم دی کہ جب تک عبداللہ زندہ ہے۔ تم اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے اور کہا کہ صبح تم اس نوجوان کو قید سے آزاد کروا دینا۔ آپ علیہ الرحمہ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ نوجوان قید سے آزاد ہو کر جب شہر آیا تو آپ علیہ الرحمہ کی آمد کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ کل یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ نوجوان اسی وقت پیچھے روانہ ہوا اور چند منزل بعد ملاقات ہو گئی۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں دیکھا۔ عرض کی: حضور! قرض کے سبب قید خانے میں تھا پھر تمہیں آزادی کیسے ملی؟ عرض کی: مجھے معلوم نہیں، کسی نے میرا قرض ادا کر دیا، جس کی وجہ سے مجھے رہائی ملی۔ آپ نے فرمایا: اے نوجوان! خدا کا شکر ادا کرو، اللہ کریم نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دی ہوگی۔ اس نوجوان کو اس حسن سلوک کا پتا اس وقت چلا جب آپ علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا تھا۔

محترم حضرات! یہ ہمارے اسلاف تھے اور ایک ہم ہیں کہ جب تک تصویر بنوانے والا یا کیمرہ لے کر ویڈیو بنوانے والا نہ آ جائے۔ اس وقت تک امداد تقسیم نہیں کرتے۔ امداد وصول کرنے والی غریب خواتین اور غریب مردوں کی بڑی

بڑی تصاویر اپنے ساتھ لگواتے ہیں۔شہرت حاصل کرنے کے لیے ان غریبوں کی عزت کا جنازہ نکلواتے ہیں، پورا شہر ان غریبوں کو امداد وصول کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

یتیم خانوں، اسپتالوں اور دیگر مقامات پر اگر کوئی جگہ دیتے ہیں تو اپنے نام کی بڑی بڑی تختیاں لگواتے ہیں۔مسجدوں میں کوئی کام کرواتے ہیں، تو امام صاحب سے کہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد میرا نام لے کر دعا کروا دیجئے گا۔ اب تو سوشل میڈیا کا دور دورہ ہے، واٹس اپ اور فیز بک عام ہے۔اب تو ایک نیکی بھی کرتے ہیں تو فوراً واٹس اپ اور فیز بک کے گروپوں میں چلا دیتے ہیں اور خود ہی سب کو تاکید کرتے چلے جاتے ہیں کہ ذرا شیئر کرتے رہنا۔انہی حالات کا نقشہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ یوں کھینچتے ہیں۔

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

ہمارے اسلاف اپنی نیکیوں کو ایسے چھپاتے جس طرح ہم اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں، اس زمن میں ایک واقعہ حضرت ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی علیہ الرحمہ کا آپ کو سناتا ہوں۔

☆بند کمرے میں چھپ کر عبادت:

حلیۃ الاولیاء جلد 9 کے صفحہ نمبر 254 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت ابو عبداللہ بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں بیس برس سے زیادہ عرصہ حضرت ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہا مگر جمعۃ المبارک کے علاوہ کبھی آپ علیہ الرحمہ کو دو رکعت نفل پڑھتے بھی نہ دیکھ سکا۔ آپ ریا کاری کے خوف سے ایک بار فرمانے لگے: اگر میرا بس چلے تو میں کراماً کاتبین (یعنی اعمال لکھنے والے دونوں بزرگ فرشتوں) سے بھی چھپ کر عبادت کروں۔

آپ علیہ الرحمہ پانی کا کوزہ لے کر اپنے کمرۂ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے تھے۔ میں کبھی بھی یہ جان نہ سکا کہ آپ علیہ الرحمہ کمرے میں کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ ایک دن آپ کا چھوٹا بیٹا زور زور سے رونے لگا۔ آپ کی زوجہ اسے خاموش کروانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ کا بیٹا آخر اس قدر کیوں رو رہا ہے؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا: اس بچے کے والد (حضرت ابوالحسن طوسی علیہ الرحمہ) اس کمرے میں داخل ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور روتے ہیں، تو یہ بھی ان کی آواز سن کر رونے لگتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ اپنے اس کمرۂ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہر نکلنے سے پہلے اپنا

مونہہ دھو کر آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تا کہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ یہ روئے تھے۔

☆ میرا نام کسی پر ظاہر نہ فرمائیں:

بُستان المحدثین کے صفحہ نمبر 252 پر نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو اسمعیل بن نجید نیشا پوری علیہ الرحمہ کے شیخ ابو عثمان حیری علیہ الرحمہ کو مجاہدین کے لیے کچھ رقم کی ضرورت پڑی لیکن کہیں سے کچھ انتظام نہ ہو سکا، تو شیخ نے حضرت ابن نجید علیہ الرحمہ سے ضرورت کا بیان فرمایا۔ آپ علیہ الرحمہ نے فوراً دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لا کر شیخ کے قدموں پر ڈال دیں۔ شیخ بے حد خوش ہوئے اور بھری مجلس میں اس کا اعلان فرما دیا اور لوگوں نے خوب واہ واہ کی مگر ابن نجید علیہ الرحمہ کو انتہائی صدمہ ہوا کہ افسوس! میرا یہ عمل خیر لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ بے تابانہ بھری مجلس میں شیخ سے عرض کیا کہ حضور! مجھے میرا مال واپس کر دیجیے، میں ابھی اس کو راہ خدا میں خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ شیخ نے فوراً درہموں کی تھیلیاں ابن نجید علیہ الرحمہ کے سامنے ڈال دیں۔ آپ تھیلیاں اٹھا کر گھر لے آئے۔ حاضرین مجلس میں خوب چہ میگوئیاں ہوئیں۔ جب رات ہوئی اور شیخ اکیلے رہ گئے تو حضرت ابن نجید علیہ الرحمہ پھر دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اورعرض کیا کہ میرے شیخ! آپ اس مال کو پوشیدہ طور پر خرچ فرمائیں اور میرا نام ہرگز کسی پر ظاہر نہ فرمائیں۔ یہ سن کر شیخ ابوعثمان حیری علیہ الرحمہ پر حالت گریہ طاری ہوگئی اور فرمانے لگے کہ اے ابن نجید علیہ الرحمہ تیری ہمت پر صد آفرین ہے۔

☆نیکیاں چھپانے کا کیا مقصد ہے؟

نیکیاں چھپانے کا مقصد ان کو ضائع ہونے سے بچانا ہے کیونکہ نفس و شیطان انسان کے کھلے دشمن ہیں جو انسان کو نیکیاں کرنے نہیں دیتے اور اگر ہمت کرکے کوئی نیکی کر بھی لے تو یہ اسے پوشیدہ نہیں رہنے دیتے۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر انسان کے دل میں اپنی نیکیوں کے اظہار کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ لوگوں کو اپنے نیک اعمال بتا کر، نیک نامی کی داد پا کر تکبر، حب جاہ اور ریا کاری میں جا گرتا ہے۔ اس لیے جب بھی کوئی نیک عمل کرنے کی سعادت نصیب ہو تو اس نیک عمل کو کر لینے کے بعد پوشیدہ رکھنے ہی میں عافیت ہے کہ دکھاوے وغیرہ کی نحوست سے نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں۔ اس لحاظ سے اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھنا اعمال بجا لانے سے زیادہ مشکل ہے جیسا کہ الترغیب والترہیب کی پہلی جلد پر حدیث نمبر 56 نقل ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک عمل کرکے اسے ریا کاری سے بچانا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے اور آدمی کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے لیے ایسا نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے جو تنہائی میں کیا گیا ہوتا ہے اور اس کے لیے ستر گنا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے پھر شیطان اس کے ساتھ لگا دیتا ہے (اور اسے اکساتا رہتا ہے) یہاں تک کہ آدمی اس عمل کا لوگوں کے سامنے ذکر کر کے اسے ظاہر کر دیتا ہے تو اب اس کے لیے یہ عمل (مخفی کے بجائے) علانیہ لکھ دیا جاتا ہے اور اجر میں ستر گنا اضافہ مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دوسری مرتبہ لوگوں کے سامنے اس عمل کا ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ بھی اس کا تذکرہ کریں اور اس عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اسے علانیہ سے بھی مٹا کر ریا کاری میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پس بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اپنے دین کی حفاظت کرے اور بے شک ریا کاری شرک (اصغر) ہے۔

☆ایک جملے میں دو حج ضائع:

کتاب فضائل دعا کے صفحہ نمبر 281 پر نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا: ان برتنوں میں کھانا کھلاؤ جو میں دوبارہ (دوسرے) حج میں لایا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا: مسکین! تو نے ایک جملے میں اپنے دو حج ضائع کر دیئے۔

☆ آہ! ہمارا کیا ہوگا؟

آہ! ہمارا کیا ہوگا؟ ہم تو ایک نیکی بھی چھپا نہیں سکتے۔ اگر کبھی نیکی کا کام ہو بھی جائے تو دل بار بار خواہش کرتا رہتا ہے کہ بس! جلد سب کو پتا چل جائے، تھوڑا علم پڑھ لیا تو دل خواہش کرتا رہتا ہے کہ لوگ ہمیں علامہ کہیں، قرآن مجید حفظ کر لیا تو دل خواہش کرتا رہتا ہے کہ لوگ ہمیں حافظ صاحب، حافظ صاحب کہیں۔

یاد رہے اپنے نام کے ساتھ بلا ضرورت القابات لگانا دراصل اپنی خوبیاں بیان کر کے اپنے مونہہ سے اپنی تعریف کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ ہاں! اگر اس کی حاجت ہو تو وقت حاجت، بقدر ضرورت تحدیث نعمت کے طور پر یا کسی اور درست نیت سے ان خوبیوں کا اظہار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ملفوظات کے صفحہ نمبر 141 پر فرماتے ہیں۔ خودستائی (یعنی اپنے مونہہ سے اپنی تعریف کرنا) جائز نہیں مگر وقت حاجت، اظہار حقیقت تحدیث نعمت (یعنی بوقت حاجت اپنے بارے میں حقیقت کا اظہار کرنا نعمت کا

چرچا کرنا ہے)

اگر حاجت شرعی نہ ہو تو بلا وجہ اپنے نام کے ساتھ القابات لگا کر بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرنا تا کہ لوگ بنظر تحسین دیکھیں اور ادب و احترام بجالائیں، یہ ممنوع ہے اور اگر ریا کاری کی نیت نہیں ہے تو لکھنا جائز ہے۔ یونہی کسی اور نے لکھ دیا تو بھی کوئی حرج نہیں، مطلب یہ کہ ہر مسلمان اپنے دل سے پوچھے تو خود بخود اندر کا مفتی جواب دے دے گا۔

☆ایک حرف کا ثواب جاتا رہا:

تفسیر روح البیان جلد 3 کے صفحہ نمبر 355 پر علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میرا گھر راستے میں تھا۔ ایک رات میں نے سحری کے وقت اٹھ کر گھر کے بالا خانے میں سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی۔ جب میں نے اس سورت کو ختم کیا تو تھوڑی دیر کے لیے وہیں سو گیا۔ خواب میں، میں نے آسمان سے ایک شخص کو اترتے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ ہے۔ اس نے وہ صحیفہ میرے سامنے کھولا تو اس میں سورۂ طٰہٰ تھی اور ہر حرف کے نیچے دس دس نیکیاں لکھی ہوئی تھی، سوائے ایک حرف کے۔ میں نے اس حرف کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے مٹا ہوا ہے اور اس کے نیچے کوئی نیکی بھی درج نہیں۔ میں نے کہا: اللہ

تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ حرف بھی پڑھا تھا لیکن اس حرف کا نہ مجھے ثواب ملا ہے اور نہ ہی یہ حرف نامۂ اعمال میں لکھا گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ تو نے سچ کہا، تو نے اس حرف کو پڑھا ہے اور ہم نے اسے لکھا بھی تھا مگر ہم نے عرش سے ایک منادی کو ندا کرتے سنا کہ اس حرف کو مٹا دو اور اس کا ثواب بھی ختم کر دو تو ہم نے اس کو مٹا دیا۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں خواب میں رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم نے یہ معاملہ کیوں کیا؟ تو اس شخص نے کہا: دوران تلاوت تیرے سامنے سے ایک شخص کا گزر ہوا اور تو نے اس کو سنانے کے لیے یہ حرف زور سے پڑھا تھا۔ اس لیے اس کا ثواب جاتا رہا۔

محترم حضرات! ہم اگر اپنے اوپر غور کریں تو ہمارا کوئی عمل ریا کاری سے خالی نہیں، اخلاص دور دور تک نظر نہیں آتا، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اٹھیے اور توبہ کیجیے جو لوگ سچے دل سے اپنے رب کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ انہیں خالی نہیں لوٹاتا۔ اس کریم کی بارگاہ سے کوئی ناامید نہیں لوٹتا۔ اٹھیے اور عہد کر لیجیے کہ ان شاء اللہ آئندہ اپنا ہر عمل اللہ کریم کی رضا کے لیے کریں گے اور اپنی نیکیوں کو ایسے چھپائیں گے جیسے گناہوں کو چھپاتے ہیں۔ نام و نمود، حب جاہ اور ریا کاری کو قریب بھی نہیں آنے دیں گے۔

اے میرے اللہ! ہم بہت کمزور ہیں مگر تو بہت طاقت والا ہے، تو ہمیں نفس و شیطان کی شرارتوں سے بچا کر اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

صالحین کا کلمہ حق
بلند کرنا
http://t.me/Tehqiqat

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 44 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عرصہ دراز سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جب کبھی ظلم نے سر اُٹھایا تو اللہ تعالیٰ

کے نیک بندوں نے ظلم کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور جب بھی شریعت کے خلاف کام ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے کلمۃ الحق بلند کیا چاہے وہ قید خانہ ہو یا بادشاہوں کے محلات ہوں ہر جگہ بہادری اور ایمانی طاقت کے ساتھ بادشاہوں اور عام مسلمانوں کی اصلاح کی۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی شان یہ ہے کہ اُنہوں نے کبھی بھی خلاف شریعت کام میں بادشاہوں اور مالداروں کی ہاں میں ہاں نہ ملائی بلکہ بھرے درباروں میں اِن کی پکڑ کی۔

اِن خاصانِ خدا کو کبھی اپنی موت کا خوف نہ رہتا تھا اور کیوں ہو جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے ڈرتا ہو، ان کی محبتوں کو سینوں میں سجا تا ہو ان کو کہاں پھر دنیاوی حکمرانوں کا خوف ہوسکتا ہے۔

جب یہ خاصان خدا اپنے سروں پر حضور علیہ السلام کی سنت عمامہ، چہروں پر داڑھی شریف اور جسم پر محبوب ﷺ کی سنتوں بھرا لباس زیب تن کر کے جب بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوجاتے تو بڑی بڑی طاقتوں اور رعب و دبدبے کے مالک کانپ اُٹھتے تھے۔ یہ سب محبوب کریم ﷺ کی سچی غلامی کا نتیجہ ہے۔

آج کی محفل میں ان کا ذکر ہوگا جنہوں نے کلمۃ الحق بلند کرنے کے لیے اپنی جان و مال اور اولاد تک کو قربان کر دیا مگر کلمۃ الحق پر ڈٹے رہے۔ تاریخ شاہد ہے

کہ جب جب ظلم کی آندھیاں چلیں اور اسلام کو مٹانے کی ناپاک سازشیں ہوئیں تو خاصان خدا اٹھے اور دین اسلام کو بچایا اور علی الاعلان کلمۃ الحق بلند کیا جن کو دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

سرکار اعظم ﷺ اور کلمۃ الحق:

محترم حضرات حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے کہ جب عرب ہی نہیں بلکہ دنیائے انسانیت، بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے خوفناک سمندر میں غرق ہورہی تھی اور ہر طرف سیاہ کاریوں کے بادل گناہ اور پاپ کی موسلا دھار بارش برسا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے، اللہ تعالیٰ کے باغی اور اس قدر سرکش ہوچکے تھے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی بربریت کے شر وفساد سے لرزہ براندام ہورہا تھا، کوئی حق کو سننے، حق کو دیکھنے، حق کو سوچنے کا بھی روادار نہیں تھا۔

حضور ﷺ کے عزم مصمم پر غور کریں کہ ایسے پر آشوب ماحول اور اتنے حوصلہ شکن حالات میں بھی حق کی دعوت کا پرچم بلند کیا۔ تمام عزیز واقارب نے بھی آپ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ آپ ﷺ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ کو شعب ابی طالب کی تنگ وتاریک گھاٹی میں محصور کردیا گیا۔

یہاں تک کہ اہل مکہ نے دانہ پانی بند کر کے اپنی دانست میں ہر طرح سے مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے شفیق چچا ابو طالب کے قدم بھی ڈگمگانے لگے اور انہوں نے بھی اپنی قوم کی دھمکیوں سے مرعوب و خائف ہو کر ایک دن یہ کہہ دیا۔

''اے میرے بھتیجے ﷺ! تم براہ کرم مجھ بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کھاؤ اور چند دنوں کے لیے تبلیغ حق بند کر دو ورنہ میں پورے ملک عرب کے علم بغاوت بلند کر دینے کی تاب نہیں لاسکتا۔''

ایسے حوصلہ شکن حالات میں بھی حضور ﷺ نے اپنی پیغمبرانہ استقامت کے ساتھ اپنے چچا کو جواب دیا کہ اے میرے چچا! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر وہ لوگ میرے سیدھے ہاتھ میں سورج اور الٹے ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دیں۔ جب بھی میں اس کام کو ہرگز نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے (یعنی اسلام کو) غالب کر دے یا میں اس کام میں اپنی جان دے دوں!

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مدینے کا گورنر:

مدینہ منورہ کا اموی گورنر مروان بن الحکم روضۂ رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص قبر انور سے چمٹا ہوا پڑا ہے۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ کر اٹھایا اور کہا کہ اے شخص! تجھے کچھ خبر ہے؟ تو کیا کر رہا ہے؟ تو اس شخص نے سر

اٹھا کر جواب دیا کہ ہاں! میں خوب جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔

اے مروان! جب پرہیز گار لوگ حاکم بنیں تو رونے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جب نااہل دین کے والی بنیں تو رونا چاہیے۔ مروان یہ گرما گرم کلمۃ الحق سن کر خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔ حضرت مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ جنہوں نے مروان گورنر کو جھنجھوڑ کر ڈانٹ دیا۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے (وفاء الوفاء)

امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد جب یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا، شراب عام ہوگئی اور طرح طرح کے گناہ سرعام ہونے لگے۔

ایسے پرفتن اور بھیانک دور میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کلمۃ الحق بلند کیا اور یزید کو بہت سمجھایا کہ وہ اس طرح کی شرمناک حرکتوں سے باز آ جائے مگر وہ نہ مانا۔

یہاں تک کہ جب اس نے زبردستی لوگوں سے اپنی بیعت لینا شروع کی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اس کی مخالفت کی اور علی الاعلان اس کے خلاف آواز بلند کی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء اولادوں اور گھر والوں کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھا گیا۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایک کر کے سارے رفقاء کو شہید کر دیا مگر آپ کلمۃ الحق سے نہ ہٹے۔ رفقاء کے بعد آپ کی اولادوں کو جوان صاحبزادوں کو یہاں تک کہ شیر خوار صاحبزادے کو بھی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے۔آخر کار اپنی گردن کٹا دی۔

یزید کا غرور خاک میں ملا دیا اور آنے والے مسلمانوں کو یہ سمجھا گئے کہ حق کی خاطر کٹ جانا مگر جھکنا نہیں کیونکہ جو سر حق کے لیے کٹتا ہے وہ بلند ہو جاتا ہے اور جو باطل کے سامنے جھکتا ہے، وہ مٹ جاتا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ حجاج کے سامنے:

جہاں حق گوئی کی بات آتی ہے وہاں ایک مبارک نام حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا آتا ہے جنہوں نے ظالم کے سامنے حق گوئی سے کام لے کر تاریخ

میں ایک باب رقم کیا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ قشیری نے گرفتار کیا پھر بھی وہ حق کا پرچم بلند کرنے سے باز نہ آئے تو انہیں حجاج بن یوسف کے پاس کوفہ لے جایا گیا۔ حجاج نے ان سے کافی بحث و مباحثہ کیا اور آخری میں حجاج نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے کہا:

حجاج نے کہا میرے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ حجاج وہ ظالم بادشاہ ہے جس کے ظلم کا یہ حال تھا کہ وہ اس طرح کہتا تھا کہ دائیں دروازے سے باہر نکلنا۔ اگر بائیں دروازے سے باہر نکلے تو تمہاری گردن اڑانا مجھ پر حلال ہوگا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن ساری قوموں کے ظالم پیش کیے جائیں اور اُمّت مسلمہ حجاج بن یوسف کو پیش کرے تو یہ ایک سب پر سبقت لے جائے گا۔ اس بات سے اس کے ظلم کا اندازہ لگائیے۔

حجاج نے کہا پھر بھی......

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ کتاب اللہ کی نافرمانی تمہارا دستور زندگی بن چکا ہے۔ اپنے نفس کے اشارے پر تم وہ کام کرتے ہو جس سے تمہاری ہیبت اور دبدبہ قائم ہو اور یہ بات تمہیں تباہ کر کے رکھ دے گی۔

حجاج نے کہا کہ اے سعید! تم پر افسوس ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس پر افسوس جو جنت سے محروم کر کے دوزخ میں ڈال دیا گیا ہو۔

حجاج کے حکم پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے سامنے مال و جواہرات کا انبار لگایا جاتا ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ مال کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اگر تم نے یہ مال و جواہرات اس لیے جمع کیے ہیں کہ انہیں فدیہ میں دے کر روز قیامت اپنے کیے سے چھٹکارا پا سکوں تو اچھی بات وگرنہ اتنا دہشت ناک دن ہوگا کہ دودھ پلانے والی ماں شیر خوار بچے کو بھول جائے گی۔

حجاج نے عود جلانے اور بانسری بجائے جانے کا حکم دیا اور کہا: تم نے کبھی تفریح کا سامان دیکھا ہے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نغمہ ماتم ہے۔ بانسری کی آواز نے اس آنے والے دن کی یاد دلا دی۔ جب صور پھونکا جائے گا اور عود ایک کاٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے جو ہو سکتا ہے کہ ناحق کاٹی گئی ہو اور اس کے تار ان بکریوں کے پٹھوں سے بنائے گئے ہیں جو ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

حجاج غصہ ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں اسی طرح قتل کروں گا کہ آج تک میں نے نہ کسی کو قتل کیا ہے اور نہ آئندہ کروں گا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری دنیا بگاڑو گے، میں تمہاری آخرت برباد کردوں گا۔

حجاج کہتا ہے کہ سعید! اپنے لیے موت کی جو صورت چاہو، پسند کرلو۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجاج آخرت میں اپنے لیے قتل کی جو صورت پسند ہے، وہی اختیار کرلو۔

حجاج کہتا ہے کہ تو کیا چاہتا ہے کہ میں تمہیں معاف کردوں۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے معاف کردے گا تو یہ معافی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوگی تم تو بہرحال نہ اس سے بری الذمہ ہوگے اور نہ کوئی تمہارا انصاف قابل قبول ہوگا۔

حجاج حکم دیتا ہے کہ اسے لے جاؤ اور قتل کردو۔ یہ سن کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ ہنس پڑتے ہیں۔ حجاج کہتا ہے کہ تم کس بات پر ہنسے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...... اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہاری جسارت اور تمہارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا حکم دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ قتل ہونے سے پہلے حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: اے حجاج!

اب قیامت کے روز تم سے ملاقات ہوگی اور پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔

اے اللہ تبارک وتعالیٰ! میرے قتل کے بعد ظالم حجاج کو کسی شخص کے قتل پر قدرت نہ دینا۔

پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا گیا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا مبارک خون اس طرح اڑا کہ حجاج کے دربار کی دیواروں کو رنگین کر دیا۔ حجاج کے دربار میں بڑے بڑے ماہرین بیٹھے تھے۔ ماہرین نے کہا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا اس طرح خون اڑنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو موت کا بالکل ڈر نہ تھا بلکہ وہ موت سے محبت کرتے تھے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کی شہادت کے بعد حجاج کسی کو بھی قتل نہ کر سکا اور وہ سخت بیمار ہوا۔ رات دن پریشان رہتا۔ رات کو نیند نہیں آتی تھی، دن کو چین نہیں آتا تھا۔ اسے صرف حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا نورانی اور مبارک چاند سا چہرہ نظر آتا تھا اور وہ روتا رہتا تھا اور یہ کہتا رہتا تھا کہ میں نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو کیوں قتل کیا؟ اس نے میرا کیا بگاڑا تھا، اس کا کیا قصور تھا؟

اس کشمکش میں بالآخر یہ ظالم بادشاہ جس کا نام حجاج بن یوسف تھا، مر گیا۔

ظلم جب حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفۂ وقت:

خلیفہ منصور نے ایک بار دوسرے علماء کرام کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور پوچھا۔

یہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت میں مجھے عطا کی ہے، اس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کیا میں اس کا اہل ہوں؟

کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اپنے دین کی خاطر راہ راست تلاش کرنے والا غصے سے دور رہتا ہے۔ اگر آپ اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور اپنے ضمیر سے سوال کریں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں بلایا ہے، بلکہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ڈر سے آپ کی منشاء کے مطابق بات کہیں اور عوام کے علم میں آ جائے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ اس طرح خلیفہ بنے ہیں کہ آپ کی خلافت پر اہل فتویٰ میں سے دو آدمیوں کا اجماع بھی نہیں ہوا۔

جب امام اعظم رضی اللہ عنہ گھر واپس چلے آئے تو خلیفہ منصور نے اپنے وزیر ربیع کو ایک تھیلا درہم دے کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو دینا اور اگر وہ قبول کرلیں تو ان کی گردن کاٹ دینا اور اگر قبول نہ کریں تو چھوڑ دینا۔

جب ربیع، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس درہم کا تھیلا لے کر پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا جملہ سن کر دیکھتا رہ گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ربیع سے فرمایا کہ خواہ میری گردن بھی کیوں نہ ماردی جائے، میں تو اس مال کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

اسی طرح ایک دوسرے عالم حضرت ابن ابی ذنب علیہ الرحمہ کے پاس جب ربیع پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اس مال کو خود میں منصور کے لیے حلال نہیں سمجھتا۔ تو اپنے لیے کیسے حلال سمجھوں؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفہ منصور:

ایک بار خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے تحفے کو کیوں قبول نہیں فرماتے؟ اللہ، اللہ، امام ہو تو ایسا ہو۔ مجاہد ہو تو ایسا ہو، کلمۃ الحق بلند کرنے والا ہو تو ایسا ہو۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا......

آپ نے اپنے مال میں سے مجھے کب تحفہ دیا تھا کہ میں نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ آپ نے تو مسلمانوں کے بیت المال میں سے مجھے تحفہ دیا، اس مال میں سے تحفہ دیا جس پر صرف مسلمانوں کا حق ہے جو کہ صرف اور صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے مال میں میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نہ ان کے دفاع کے لیے لڑنے والا ہوں کہ ایک سپاہی کا حصہ پاؤں نہ ان کے بچوں میں سے ہوں کہ بچوں کا حصہ مجھے ملے اور نہ فقیروں میں سے ہوں کہ جو کچھ فقیر کو ملنا چاہیے، وہ مجھے ملے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو عہدے کی پیشکش:

خلیفہ منصور کے دور حکومت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بار بار قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ سلطنت عباسیہ کے قاضی القضاء (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ اس کو ٹالتے رہے۔

ایک مرتبہ بڑے نرم انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا: قاضی بننے کے لیے وہی شخص موزوں ہوسکتا ہے جو اتنی ہمت رکھتا ہو کہ آپ پر اور آپ کی اولادوں اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کر سکے۔ مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے۔ مجھے تو جب آپ بلاتے ہیں تو واپس نکل کر ہی میری جان میں جان آتی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو قاضی کے عہدے کو قبول کرنے پر مجبور کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس قابل نہیں کہ قاضی کے عہدے پر فائز ہوسکوں۔

یہ سن کر خلیفہ منصور کہنے لگا کہ اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! تم جھوٹ بولتے ہو۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ منصور صاحب فیصلہ آپ نے ہی کر دیا کہ میں جھوٹا ہوں اور جھوٹا شخص قاضی کے عہدے پر فائز ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔

خلیفہ منصور نے کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ تمہیں قاضی بنا کر ہی رہوں گا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں قاضی کا عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

اللہ اللہ! کیا شان ہمارے امام کی بادشاہ کی قسم کے آگے اپنی قسم کھا رہے ہیں۔ یہی شان ہے ایک مردِ حق کی، اصل میں بادشاہت یہی ہے۔

ایک بار انکار پر کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تیس کوڑے مارے گئے۔ یہاں تک کہ امام صاحب کا جسم مبارک لہولہان ہوگیا۔ خلیفہ منصور کے چچا عبدالصمد بن علی نے اس کو سخت ملامت کی۔ یہ تم نے کیا کیا،

اپنے اوپر ایک لاکھ تلواریں کھنچوالیں۔ یہ عراق کا امام ہے۔ بلکہ تمام اہل مشرق کا امام ہے۔

خلیفہ منصور نے نادم ہوکر فی تازیانہ ایک ہزار درہم کے حساب سے تیس ہزار درہم امام اعظم علیہ الرحمہ کو بھجوائے لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کردیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے لیے نہیں لیتے تو اسے لے کر خیرات کردیجیے۔

امام صاحب نے جواب دیا کہ کیا خلیفہ کے پاس کوئی مال حلال بھی ہے؟ ان تمام باتوں سے جب خلیفہ منصور کو یقین ہوگیا کہ یہ شخص میرے کسی سنہرے جال میں نہیں آنے والا، اس پر میرا بس نہیں چل سکتا تو منصور انتقام پر اتر آیا۔ امام صاحب کو کوڑوں سے پٹوایا، جیل میں قید کردیا، کھانے پینے کی سخت تکلیفیں دیں پھر ایک مکان میں نظر بند کردیا اور منصور نے ظلم کی انتہا کردی۔

خلیفہ اور اس کی حکومت کی جانب سے پے در پے تکلیفیں سہتے سہتے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے وصیت کی کہ بغداد کے اس حصے میں انہیں دفن کیا جائے جسے خلیفہ منصور نے شہر بسانے کے لیے لوگوں کی ملکیت پر قبضہ کرلیا تھا۔

منصور نے جب اس وصیت کا حال سنا تو چیخ اٹھا...... ابوحنیفہ! زندگی اور

موت میں تیری پکڑ سے مجھے کون بچائے۔

آخرکاراس آخری وصیت کے بعدامام اعظم رضی اللہ عنہ کوزبردستی قیدخانے میں زہردیا گیاجس کے پینے سے آپ کاوصال ہوا۔

آہ! آپ کے وصال پر زمین، آسمان، جن وانس اوردرودیوارروتے ہوں گے کہ آج علم کاسمندرچلا گیا۔آج جہالت سے نکال کرعلم کے سفرکی طرف قوم کو لانے والاکروڑوں مسلمانوں کاامام چلا گیا۔آہ! آج منصورنےعلم کے چراغ کو بجھادیا۔علم کی دنیااندھیری کردی۔

آپ کے وصال کے بعدایک چھوٹی بچی اپنے والد سے پوچھنے لگی جوکہ امام صاحب کے گھر کےساتھ والے مکان میں رہتی تھی، کہنے لگی کہ باباجان! سامنے گھر کے اندرایک ستون تھا، وہ ستون کہاں گیا؟ یہ سن کروہ شخص روپڑااورکہنے لگا: اے میری بیٹی! وہ ستون نہیں تھا، وہ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ تھے جوساری ساری رات قیام میں کھڑے رہتے تھے۔آج ان کاوصال ہوگیا۔

امام مالک علیہ الرحمہ اورخلیفہ بغداد:

وفاءالوفاء میں ہے کہ حضرت علامہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بغدادمنصورمسجدنبوی میں حاضرہوااورسیدناامام مالک علیہ الرحمہ سے

گفتگو کرتے ہوئے اس کی آواز کچھ بلند ہوگئی تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اے منصور! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چِلّا کر نہ کرو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(سورۂ حجرات' آیت 2)

اے خلیفہ منصور! حضور ﷺ کا ادب واحترام آج بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ظاہری حیات مبارکہ میں تھا۔ اس لیے روضہ رسول ﷺ کے پاس خبردار ہرگز بلند آواز سے گفتگو مت کرنا۔ امام مالک علیہ الرحمہ کی ڈانٹ سن کر خلیفہ منصور بالکل خاموش ہوگیا پھر نہایت ہی پست آواز سے عرض کیا۔ عالیجاہ! میں حضور علیہ السلام کے دربار میں سلام عرض کرچکا، کیا اب میں روضۂ انور کی طرف اپنا رخ کرکے دعا کروں؟ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔ تم اپنا چہرہ حضور ﷺ سے کیوں اور کس طرح پھیرو گے؟ جبکہ وہ بارگاہ خدا میں تمہارا اور تمہارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔ تم حضور ﷺ کی طرف ہی مونہہ کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ بناؤ تو اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ کے وسیلے سے تمہاری دعاؤں کو قبول فرمائے گا اور اللہ

تعالیٰ کے اس پیغام کو یاد رکھو۔

القرآن ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب ﷺ) تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول (ﷺ) بھی سفارش فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت معاف کرنے والا مہربان پائیں۔(سورۂ نساء' آیت نمبر 64)

خلیفہ بغداد اور قاضی سوار علیہ الرحمہ:

خلیفہ بغداد منصور کے دورِ حکومت میں حضرت قاضی سوار بن عبداللہ علیہ الرحمہ بصرہ کے قاضی تھے۔ کچھ لوگوں نے دربارِ خلافت میں چغلی کھائی کہ قاضی صاحب لوگوں کی شخصیت سے متاثر ہوکر اور مونہہ دیکھ کر فیصلہ دیا کرتے ہیں۔

خلیفہ منصور نے آپ کو دربارِ خلافت میں جواب دہی کے لیے طلب کیا۔ قاضی صاحب جیسے ہی دربار میں منصور کے سامنے کھڑے ہوئے منصور کو ایک دم چھینک آ گئی۔قاضی صاحب نے منصور کی چھینک پر یرحمک اللہ نہیں کہا۔

یاد رکھیے! جب بھی کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو الحمدللہ سننے والے پر واجب ہے کہ وہ چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ جواب نہ دینے والا گنہگار ہوگا۔

خلیفہ منصور نے ناراض ہوکر پوچھا کہ آپ نے میری چھینک پر یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا؟

اللہ اللہ جرأت ہوتو ایسی ہو، حق کہنے والا ہوتو ایسا ہو، مردِ حق ہوتو ایسا ہو، نہ کسی کا ڈر، نہ بادشاہ کے دربار میں گستاخی کا ڈر...... قاضی سوار بن عبداللہ علیہ الرحمہ نے برجستہ جواب دیا۔ اس لیے نہیں کہ آپ نے الحمدللہ نہیں کہا تھا۔ خلیفہ منصور نے کہا کہ میں نے دل میں الحمدللہ کہہ لیا تھا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ (بس سمجھ لو کہ) میں نے بھی دل میں یرحمک اللہ کہہ دیا تھا۔

خلیفہ منصور حضرت قاضی سوار بن عبداللہ علیہ الرحمہ کی بے خوفی اور حاضر جوابی سے بے حد متاثر ہوا اور کہا کہ آپ جائیں اور اپنے عہدہ پر برقرار رہئے۔ جب آپ مجھ سے مرعوب نہیں ہوئے اور میری ہاں میں ہاں نہیں ملائی تو پھر مجھے یقین ہے کہ آپ کسی شخصیت سے مرعوب نہیں ہوسکتے اور ہرگز ہرگز کسی کا مونہہ دیکھ کر کسی کے دباؤ سے کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ اور محمود غزنوی علیہ الرحمہ:

مجاہدوں کے شہنشاہ ہندوستان کے بادشاہ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کو تاریخ شہنشاہ اور سلطان کے نام سے یاد کرتی ہے۔ سلطان محمود غزنوی

علیہ الرحمہ خود ایک اللہ والے انسان تھے۔ پنج گانہ نمازوں کے ساتھ ساتھ تہجد گزار بھی تھے۔ حضور علیہ السلام پر روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود وسلام پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے آپ کو بہت محبت تھی۔

جب محمود غزنوی کو معلوم ہوا کہ خرقان میں ایک درویش جلوہ فرما ہیں جن کا نام ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ ہے تو ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ولی کے دیدار کو مچلنے لگا۔ آنکھیں اللہ کے ولی کو دیکھنے کو ترسنے لگیں۔ شیخ ابوالحسن علیہ الرحمہ کے پاس سلطان نے پیغام بھیجا کہ دربار میں تشریف لائیں اور ہمارے غریب خانے کو شرف بخشیں۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی طرف سے محمود غزنوی کو انکار میں جواب ملا اور یوں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی بے نیازی کا علم سلطان کو ہوا۔

آخر محمود غزنوی خود ایک لشکر کے ساتھ باغی کو سزا دینے کا بہانہ بنا کر خرقان حاضر ہوا۔ شہر کے باہر پڑاؤ ڈالا اور شیخ صاحب کو بلوانے کے لیے قاصد بھیجا اور یہ بھی کہا کہ اگر شیخ صاحب انکار کریں تو انہیں قرآن مجید کی یہ آیت سنانا۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں صاحب امر ہیں، (اس کی اطاعت کرو)

قاصد نے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو قرآن مجید کی یہ آیت سنائی۔ اللہ اکبر، شیخ

صاحب علیہ الرحمہ نے قاصد کی بات سن کر جو بات کہی، وہ ایمان کو روشن کردے۔شیخ صاحب نے فرمایا: جاؤ! محمود سے کہہ دو، بے شک قرآن مجید کا حکم سچا ہے۔لیکن میں ابھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت اور غلامی میں ہوں،اس کے بعد تمہاری باری ہے۔

سلطان محمود غزنوی نے جب شیخ صاحب کی یہ بات سنی تو اس کا ایمان مزید تازہ ہوگیا۔دیدار کے لیے دل پہلے سے بھی زیادہ بے قرار ہوگیا،صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، قدم نہ رک سکے۔سلطان چل کر خود شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔شیخ صاحب نے بیٹھے بیٹھے سلام کا جواب دیا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ گفتگو کے بعد سلطان نے کہا: حضور کچھ نصیحت فرما دیے۔

شیخ صاحب نے کہا: چار باتوں کا خیال رکھو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

1......جس چیز کا شریعت میں منع ہے، اس سے بچو۔

2......باجماعت نماز کا اہتمام کرو۔

3......سخاوت کو شیوہ بناؤ۔

4......اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت و مہربانی کرو۔

سلطان نے کہا کہ حضور! میرے لیے دعا فرمائیں۔

آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ...... اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کو محمود کردے۔

سلطان نے اشرفیوں کی ایک تھیلی شیخ کو پیش کی، شیخ صاحب نے جواب میں جو کی ایک سوکھی روٹی سلطان کو دی اور کہا کہ اسے کھاؤ...... سلطان نے ایک لقمہ توڑ کر مونہہ میں رکھا لیکن حلق سے نیچے نہ اتر سکا۔

شیخ صاحب نے کہا کہ محمود کیا تمہارے حلق میں یہ لقمہ اٹکتا ہے؟ سلطان نے جواب دیا...... جی ہاں!

شیخ صاحب نے فرمایا! محمود سن...... جس طرح سوکھی روٹی کا ٹکڑا تیرے حلق سے نہیں اترتا، اس طرح یہ اشرفیاں میرے حلق سے نیچے نہیں اتریں گی۔ اسے میں نگل نہیں سکوں گا۔ ان اشرفیوں کو اٹھالو، ہم ان کے خواہش مند نہیں۔

سلطان نے کہا...... حضور کچھ قبول فرمائیں۔

شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے لیے یہ حرام ہے۔ سلطان نے کہا کہ اگر میرا نذرانہ قبول نہیں تو کچھ تبرک عنایت فرمائیں۔ شیخ نے اپنا ایک مبارک کرتا محمود کو دیا اور کہا کہ جب بھی سخت پریشانی آئے، اس کرتے کو پہن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر دعا کرنا، اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔

جب سلطان رخصت ہونے لگا تو شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ تعظیماً کھڑے

ہو گئے۔اس پر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا:

جب میں حاضر ہوا تھا تو میری طرف مطلقاً توجہ نہ فرمائی تھی،کوئی کرم بھی نہیں فرمایا،کوئی گنتی میں بھی نہ لائے،کوئی شفقت بھی نہ فرمائی،اب یہ تعظیم وتکریم کیسی؟

شیخ صاحب نے جواب دیا...... جب تم یہاں آئے تھے توتم میں شاہانہ جاہ و جلال،سلطنت اور ملک گیری کی بوتھی اورفقیر کی آزمائش بھی مدنظر تھی۔لہذا فقیر کو تمہاری کوئی پرواہ نہ تھی لیکن اس وقت تم عاجزی وانکساری لے کر جارہے ہولہذا مجھے تمہارے عجز وانکساری کی تعظیم کرنی پڑی۔حضور علیہ وسلم کائنات کے بادشاہ ہو کر بھی عجز وانکساری کو پسند فرماتے اورغرور وتکبر کو ناپسند فرماتے۔

سلطان یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا اور رو پڑا اور شیخ سے عاجزی وانکساری کے ساتھ رخصت ہوا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سلطان محمود شیخ صاحب کو یاد کرتا رہتا۔ان کے فراق میں روتا رہتا۔جب بھی شیخ صاحب کی یاد آتی،ان کے جبے یعنی کرتے کو دیکھ کر روتا رہتا۔

ایک مرتبہ سلطان نے کسی ملک پر حملہ کیا۔عین جنگ کی حالت میں مسلمانوں کو باطل نے پیچھے دھکیل دیا،گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ایسا لگتا تھا

کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی، یہ دیکھ کر سلطان سخت پریشان ہوا۔ سلطان کو اس وقت شیخ صاحب کا جبہ یاد آیا کہ شیخ صاحب نے کہا تھا کہ سخت مشکل کے وقت اسے پہن کر دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔

سلطان نے فوراً جبہ منگوایا اور تعظیم کے اس کو بوسہ دیا اور پہن کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے کہ اے اللہ تعالیٰ! ان کافروں کو نیست و نابود فرما۔ دیکھتے ہی دیکھتے کافروں کو شکست اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی وقت سلطان کو خواب میں شیخ صاحب کی زیارت ہوئی۔ شیخ صاحب سخت ناراض تھے۔ محمود نے عرض کی حضور! خادم سے کوئی خطا ہوگئی ہے کہ آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟

شیخ صاحب نے محمود سے کہا کہ آج تو نے میرے جبے کی توہین کردی۔ سلطان نے کہا کہ حضور! میں سمجھا نہیں...... شیخ صاحب نے فرمایا کہ تو نے یہ دعا کیوں کی کہ اے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو نیست و نابود کردے بلکہ اگر تو یہ دعا کرتا کہ اے اللہ تعالیٰ! ان سب کافروں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کردے تو اللہ تعالیٰ ان سب کافروں کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرما دیتا۔

سلطان کو یہ سن کر بڑا افسوس ہوا......

شیر اہلسنت علیہ الرحمہ اور حکومت برطانیہ:

اہلسنت و جماعت کے بہت بڑے عالم شیر اہلسنت، تحریک آزادی کے عظیم رہنما حضرت علامہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے (یہ تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے کہ) انگریز کے خلاف 1857ء میں جہاد کا فتویٰ دیا۔ آپ کا فتویٰ دینا تھا کہ مسلمان دیوانہ وار سڑکوں پر نکل آئے اور شوق شہادت میں جام شہادت نوش کرنے کے لیے بے قرار ہو گئے۔ فتویٰ دینے کے بعد مجاہد اہلسنت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کو برٹش حکومت نے گرفتار کر لیا۔

گرفتار ہونے کے بعد جب آپ کو عدالت میں پیش کیا گیا تو جو آپ کا جج تھا، وہ کسی وقت میں آپ سے فارسی پڑھتا تھا یعنی آپ کا شاگرد تھا۔

چنانچہ جج نے سماعت سے پہلے مجاہد اہلسنت کے کان میں کہا کہ آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ میں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا، میں آپ کو رہا کرادوں گا۔

یہ کہہ کر جج اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جج سمجھا کہ مولانا میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ میں نے نہیں دیا۔ کارروائی

جب شروع ہوئی اور جب جج نے مجاہد اہلسنت سے پوچھا کہ آپ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا ہے۔

اللہ اللہ مجاہد ہو تو ایسا ہو، حق پر قائم ہو تو ایسا ہو، جان جائے مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، نہ موت کا ڈر، نہ زندگی سے محبت، نہ کوئی پریشانی، نہ کوئی خطرہ بلکہ بڑے جوش وجذبے کے ساتھ شیر کی طرح گرج دار لہجے میں جواب دیا ہاں! میں نے ہی انگریز حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا ہے۔

آپ کو حق بات کی سزا یہ ملی کہ برطانوی حکومت نے آپ کو کالا پانی (جزائر انڈیمان) بھیج دیا جہاں تکلیفیں، صعوبتیں برداشت کر کے آخر کار آپ کا وہیں وصال ہوا۔

مگر افسوس! صد افسوس! کہ تاریخ نے ایسی مجاہد ہستی کو فراموش کر دیا، تاریخ میں تو ان لوگوں کا نام لیا جاتا ہے، بقول شاعر:

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

مگر تحریک آزادی کے عظیم رہنما حضرت علامہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کا نام تک نہیں لیا جاتا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور فتنۂ قادیانیت:

انگریزوں کے ڈالر سے آبیاری کیا ہوا پودا جسے صاف الفاظ میں مرزا غلام قادیانی کہا جاتا ہے، وہ یہود و نصاریٰ کی سرپرستی میں پوری طاقت کے ساتھ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر فقط زبان سے کلمہ پڑھتے ہوئے، مسلمانوں کا سا چہرہ حلیہ اپنائے جب میدان میں آیا تو بریلی شریف کی چٹائی پر بیٹھنے والے مردِ مجاہد امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے حق کی آواز بلند کرتے ہوئے سب سے پہلے مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔

اس کی طاقت کی پرواہ نہ کی اور یہ بھی نہ سوچا کہ مرزا یہودیت کا ایجنٹ ہے۔ مجھ پر ظلم کیا جائے گا، انگریز حکومت مجھے سزا دے گی۔ تن تنہا نہ کوئی طاقت، نہ کوئی اسلحہ، نہ کوئی فوج، نہ کوئی خزانہ، بلکہ ایک مدینے کے تاجدار ﷺ کی غلامی پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ کام سرانجام دیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور تحریک آزادی:

تحریک آزادی کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اور ان کے تلامذہ خلفاء کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے انیسویں صدی کے آخر سے مسلمانوں کے سیاسی حالات کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی اصلاحات اور تجاویز پیش کیں جو 1921ء میں کلکتہ سے

شائع ہوئیں۔اس سے قبل 1897ء میں پٹنہ کے اجلاس میں اسی موضوع پر تقریر فرمائی۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے آخری دور میں سیادت نے ایک نیا رخ اختیار کرلیا تھا۔تقریبا 1919ء میں گاندھی کے ایماء پر تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا۔انجام سے بے نیاز ہوکر ہندو مسلم شیر وشکر ہورہے تھے یعنی آپس میں بھائی بھائی تک کا جملہ استعمال کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس بات کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا اور ایک معرکۃ الآرا رسالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (1339ھ،1920ء) تحریر کیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے المحجۃ المؤتمنہ میں کفار ومشرکین سے اختلاف اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور اس مسئلہ پر مذہبی، تہذیبی، سیاسی، معاشی نقطہ نظر سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

1359ھ بمطابق 1940ء میں مطالبہ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ساتھ علماء اہلسنت نے اپنی مساعی تیز تر کردیں۔ان کے خلوص اور جوش کا اندازہ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے اس عزم سے ہوتا ہے۔

پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں ہے۔محمد علی جناح پاکستان بنائے نہ بنائے، ہم ضرور پاکستان بنائیں گے۔

(حیات صدرالافاضل، ص 186، مکتوب 2)

مطالبہ پاکستان کی تائید اور حمایت کے سلسلے میں 1936ھ/ 1946ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا چار روزہ اجلاس (27 اپریل تا 30 اپریل) بنارس میں ہوا جس میں پاک و ہند کے دو ہزار سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں یہ متفقہ قرارداد پاس کی گئی۔

یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء مشائخ اہلسنت، اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں (کتاب مذکور صفحہ نمبر 190)

اس کے ساتھ ساتھ حکومت اسلامیہ کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے تیرہ علماء مشائخ کی ایک کمیٹی مقرر کردی گئی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تلامذہ خلفاء اور مریدین پر مشتمل تھی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی ان کے متبعین نے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے سلسلے میں بہت کوشش کی اور کررہے ہیں۔

یہ سب کی سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تیار کردہ پالیسی تھی جسے ان کے خلفاء اور مریدین نے سرانجام دیا۔

اللہ اکبر! کیا شان ہے ان خاصان خدا کی حضور علیہ ﷺ سے لے کر صحابہ کرام

علیہم الرضوان، تابعین، اولیاء کرام کی جنہوں نے جان کی پرواہ کیے بغیر حق کو بلند کیا۔

حضور علیہ السلام کو شعب ابی طالب کی دشوار گھاٹیوں میں قید کیا گیا۔ طائف کے میدان میں جسم اطہر کو لہولہان کر دیا گیا، مگر حق بات کہنے سے پیچھے نہ ہٹے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم تپتی ہوئی ریت پر لٹایا مگر حق سے پیچھے نہ ہٹے، کسی کو آگ کے تندور میں ڈال دیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، کسی کے جسم کو آروں سے کاٹا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے۔ کسی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، کسی کو کربلا کی تپتی ہوئی سرزمین پر بھوکا پیاسا شہید کیا گیا مگر حق بات سے پیچھے نہ ہٹے، ان کی اولادوں کو شہید کر دیا گیا مگر پیچھے نہ ہٹے۔

مگر افسوس! آج ہم کس قدر کمزور ایمان والے ہو گئے ہیں جو صرف بدمذہبوں کی چند جھوٹی باتوں سے متاثر ہو کر حق کو چھوڑ دیتے ہیں، اپنے مسلک کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ہمیں مال و دولت کا لالچ دیا جاتا ہے، ہماری غربت سے بدمذہب فائدہ اٹھاتے ہیں، اپنی لڑکیوں سے ہم پروار کرتے ہیں اور ہم صرف عورت اور مال کی

خاطر اپنے حق مذہب سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

ہم ذرا سوچیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کو کیا موںہہ دکھائیں گے؟

آج ہم ان خاصان خدا کی ایمان افروز داستانوں کو پڑھنے کے بعد یہ عہد کریں کہ ہم کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے حق مذہب سے نہیں ہٹا سکتی۔، جان لٹا دیں گے مگر حق سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور جب تک ہمارے دم میں دم ہے، ہم دوسروں کو بھی یہی پیغام دیں گے کہ جان جائے مگر محبوب ﷺ کی غلامی کا پٹّہ ہماری گردنوں میں رہے، غوث وخواجہ کی وفاداری رہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مسلک پر رہیں اور اسی پر ہمیں استقامت عطا ہو۔

اے میرے اللہ عزوجل! ہم سب کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے! حق لکھنے، حق بولنے اور حق کو پھیلا کر اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

کیا مرنے کے
بعد مومن خاک
ہو جاتا ہے؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ انعام سے آیت نمبر 98 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کوتخلیق فرمایا۔ ہر ہر شے اس کی پیدا کردہ ہے۔ جب ہم کائنات میں موجود اشیاء کودیکھتے ہیں تو ہمیں اس کی قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں، ہر جاندار کووہ رزق عطا فرماتا ہے۔ ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں دین سے دوری کے سبب اپنی عقلوں کے گھوڑے دوڑانے والے لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے حالانکہ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے۔ اسی لیے وہ اپنے مردوں کوجلا دیتے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کبھی ختم نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے انسان عالم ارواح میں ہوتا ہے پھر ماں کے پیٹ میں منتقل ہوتا ہے پھر ماں کے پیٹ سے دنیا میں منتقل ہوتا ہے پھر اس کے بعد موت آتی ہے تو قبر میں منتقل ہوتا ہے اور بالآخر قبر سے میدان حشر میں منتقل ہوگا۔

یاد رہے موت فنائے روح نہیں یعنی روح کبھی فنا اور ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ جسم سے جدا ہوتی ہے۔ روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے جب انسان اس دنیا سے جاتا ہے تو قبر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی روح کا تعلق کسی نہ کسی طرح جسم سے رہتا ہے۔

☆روح کا جسم سے پانچ مختلف مقامات پر تعلق:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 412 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ روح کا جسم سے پانچ مختلف مقامات پر تعلق ہوتا ہے۔

1......ماں کے پیٹ میں

2......پیدائش کے بعد

3......نیند میں، یہاں ایک طرح کا تعلق ہوتا ہے اور ایک طرح کی جدائی

4...... برزخ میں، یہاں اگرچہ موت کی وجہ سے وہ جسم سے جدا ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر تعلق ختم نہیں ہوتا کہ جسم کی طرف توجہ ہی نہ رہے اور

5...... بروز قیامت اٹھائے جانے کے وقت، یہاں روح کو جسم کے ساتھ تمام تعلقات سے بڑھ کر تعلق ہوگا ماقبل جتنے بھی تعلق تھے، ان کو اس سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ اس تعلق کے بعد نہ نیند ہے، نہ موت اور نہ ہی فنا۔

☆روح کی چار اقسام ہیں:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 424 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پر نقل ہے۔امام نسفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بحر الکلام کے صفحہ نمبر 254 پر فرماتے

ہیں کہ روح کی چار قسمیں ہیں۔

1......حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کہ وہ اپنے اجسام سے جدا ہوتی ہیں تو ان صورتوں کی مثال مشک وکافور جیسی ہوجاتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی، پیتی اور لطف واندوز ہوتی ہیں اور رات کوعرش کے نیچے معلق قندیلوں میں ٹھہرتی ہیں۔

2......شہداء کی روحیں، یہ جسم سے نکل کر سبز پرندوں کے پوٹوں میں چلی جاتی ہیں۔ جنت میں کھاتی، پیتی اور لطف واندوز ہوتی ہیں اور رات کوزیرعرش لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

3......نیک مسلمانوں کی روحیں، یہ جنت کے صحن میں ہوتی ہیں، وہاں سے نہ کھاتی پیتی ہیں، نہ لطف اندوز ہوتی ہیں، بس جنت کا نظارہ کرتی ہیں۔

4......نافرمانوں کی روحیں، یہ زمین وآسمان کے درمیان فضا میں رہتی ہیں، جبکہ کافروں کی روحیں کالے پرندوں کے پوٹوں میں ساتویں زمین کے نیچے سجین میں ہوتی ہیں۔ ان کا اپنے جسم سے تعلق ہوتا ہے لہذا روحوں پر عذاب ہوتا ہے تو جسم اس سے تکلیف اٹھاتے ہیں جیسا کہ سورج آسمان میں ہے اوراس کی روشنی زمین میں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ روح کو فنا نہیں، وہ کہیں بھی ہو، اس کا تعلق کسی

نہ کسی طرح جسم سے رہتا ہے۔

☆ کس کا جسم قبر کی مٹی کھاتی ہے؟

قبر کی مٹی ہر مسلمان کا جسم نہیں کھاتی۔صرف فاسق وفاجر اور کفار کے اجسام کی قبر کو مٹی کھاتی ہے۔تین دن میں پیٹ پھٹ جاتا ہے۔اس کے بعد آنکھ ابل کر باہر آجاتی ہے۔انسان کے جسم میں کچھ جراثیم ہوتے ہیں جو انسان کے جسم کے اندرونی حصے کو کھاتے ہیں لیکن جب انسان زندہ ہوتا ہے تو اس میں ایک ایسی قوت ہوتی ہے جو ان جراثیم سے لڑتی ہے اور جسم کے اندرونی حصے کو ان کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔اس قوت کو قوت مدافعت کہتے ہیں پھر جب انسان مرجاتا ہے تو یہ قوت ختم ہوجاتی ہے اور وہ کیڑے جسم کو کھانا شروع کردیتے ہیں پھر جب انسانی جسم پھول کر پھٹ جاتا ہے تو وہ کیڑے اس گندگی کو بھی کھا لیتے ہیں بالآخر ہڈیاں رہ جاتی ہیں پھر وہ کیڑے ایک دوسرے کو کھاتے ہیں، پھر دو کیڑے رہ جاتے ہیں۔ان میں سے بھی ایک دوسرے کو کھا کر آخر میں ایک رہ جاتا ہے اور بالآخر وہ بھی بھوکا مرجاتا ہے۔

☆ کیا انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام قبر کی مٹی کھاتی ہے؟

انبیاءکرام علیہم السلام اپنی قبروں میں جسم وجسمانیت کے ساتھ زندہ ہیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت والے ارشاد خداوندی کی تکمیل کے لیے صرف ایک آن کے لیے ان کی روح ان کے بدن سے نکالی جاتی ہے پھر ان کی روح ان کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

حدیث شریف = ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 1034 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب الحج میں حدیث نمبر 2041 نقل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں جو مجھے سلام کرے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کا قبور میں نماز پڑھنا:

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الفضائل میں حدیث نمبر 6158 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

☆حضور ﷺ کا بعد از وصال تصرف فرمانا:

حدیث شریف = ترمذی شریف ابواب المناقب میں حدیث نمبر 1771 نقل ہے۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: میں ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ رو رہی تھی، میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سر انور گرد آلود تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔

محترم حضرات! رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔ اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ

حضور ﷺ بعد از وصال بھی حیات ہیں کیونکہ ''وصال'' کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے حیات کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی ہے کہ حضور ﷺ وصال کے بعد بھی اپنے رب جل جلالہ کی عطا کی ہوئی طاقت سے جب چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

☆حیات انبیاء کے متعلق علمائے اسلام کے ارشادات:

1......امام ابن الحاج علیہ الرحمہ نے مدخل میں اور امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب لدنیہ جلد دوم کے صفحہ نمبر 387 پر فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ سرورکونین ﷺ اپنی اُمّت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیتوں اور ارادوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ سب حضور ﷺ پر بالکل عیاں ہیں، اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

2......علامہ شرنبلانی حنفی علیہ الرحمہ اپنی کتاب نور الایضاح و مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں اور محققین علمائے کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کو جملہ لذائذ و عبادات کا رزق دیا جاتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ان لوگوں کی نگاہوں سے آپ ﷺ چھپے ہوئے ہیں

جو مقامات عالیہ سے قاصر ہیں۔

3......شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح فتوح الغیب کے صفحہ نمبر 333 پر تحریر فرماتے ہیں۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ اور باقی اور عمل درآمد فرمانے والے ہیں۔اس میں کسی کو شک وشبہ نہیں۔

4......علامہ امام سبکی علیہ الرحمہ شفاء السقام کے صفحہ نمبر 206 پر لکھتے ہیں۔ شہداء کی زندگی بہت اعلیٰ ہے۔زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی، جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے۔اس لیے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔

☆اولیاءاللہ اور دیگر کے اجسام کو بھی قبر کی مٹی نہیں کھاتی:

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ان کے اجسام حتیٰ کہ ان کے کفن بھی قبر میں سلامت رہتے ہیں۔ان کا دنیا سے رخصت ہونا ایسا ہے جیسے ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا ہے۔یہی اسلامی عقیدہ ہے چنانچہ اس ضمن میں احادیث اور علمائے اسلام کی مستند کتابوں سے ان کے ارشادات، آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

شرح زرقانی علی المؤطا، باب جامع الجنائز کی جلد 2 کے صفحہ نمبر 84 (مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر) پر امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر جسم بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اولیاءاللہ، باعمل علماء، شہداء، طالب ثواب موذن، باعمل حافظ قرآن، سرحد (اسلامی سرحد) کا پاسبان، طاعون میں صبر کے ساتھ اور اجر چاہتے ہوئے جاں بحق ہونے والا اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ان کے بدن قبر کی مٹی نہیں کھاتی۔

حدیث شریف = کتاب الفروس بماثور الخطاب میں حدیث نمبر 1112 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب حافظ قرآن مرتا ہے تو رب تعالیٰ زمین کو فرماتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا، زمین عرض کرتی ہے۔ اے رب! میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں گی جبکہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں حیات اولیاء کے متعلق علمائے اسلام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔

1......امام ملاعلی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقات جلد 3 کے صفحہ نمبر 241 (مطبوعہ امدادیہ ملتان) پر لکھتے ہیں کہ اولیاءاللہ کی دونوں حالتوں (حیات وممات) میں اصلاً فرق نہیں۔ اس لیے کہا گیا کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے

دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔

2......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور، باب زیارت القبور کے صفحہ نمبر 100 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو القاسم قشیری علیہ الرحمہ اپنے رسالے میں بسند خود حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمہ سے راوی ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک شخص مردہ پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا: اے ابوسعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں۔ اگرچہ فوت ہوجائیں، وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔

3......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں کہ امام ابوعلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا اور ان کا سر خاک پر رکھ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی غربت پر رحم فرمائے۔ اتنے میں فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا: اے ابوعلی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے عرض کی: اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ فرمایا: میں زندہ ہوں اور رب تعالیٰ کا ہر پیارا زندہ ہے، بے شک وہ وجاہت و عزت جو مجھے قیامت کے دن ملے گی، اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

4......قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ الموتٰی والقبور (اردو) کے صفحہ نمبر 75 (مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور) پر لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا فرمان ہے کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں یعنی ان کی ارواح جسموں کا کام دیا کرتی ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ امام ابن ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے کہ حق تعالٰی اپنے نیک بندوں کی روحوں کو قوت عطا فرماتا ہے تو وہ قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں۔

5......علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ کشف النور میں اصحاب القبور کے صفحہ نمبر 103 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پر فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ شخص سراسر جاہل ہے جو بعض گمراہ فرقوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ روحیں عارضی ہیں اور موت کے سبب وہ ایسے زائل ہوجاتی ہیں جیسے مردے سے حرکات وسکنات زائل ہوجاتی ہیں اور وہ گمراہ فرقے یہ سمجھتے ہیں کہ جب اولیاء اللہ انتقال کرجاتے ہیں تو وہ مٹی ہوجاتے ہیں اور زمین کی مٹی کے ساتھ مل کر ان کی روحیں ختم ہوجاتی ہیں لہذا ان کی قبروں کی کوئی تعظیم نہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ ان کی توہین وتحقیر کرتے ہیں اور ان کی زیارت، ان سے برکت حاصل کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ارسلان دمشقی علیہ الرحمہ کے مزار کی زیارت کے لیے جارہا تھا تو میں نے خود اپنے کانوں سے ایک شخص کو یہ کہتے سنا: تم ان مٹی کے ڈھیروں پر کیوں جاتے ہو؟ یہ تو سراسر بے وقوفی ہے۔ اس کی بات سن کر مجھے انتہائی تعجب ہوا۔ میں نے دل میں کہا: کوئی مسلمان ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

محترم حضرات! ان تمام دلائل و براہین سے واضح ہوگیا کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں اور اپنے پاس آنے والوں کو پہچانتے ہیں۔

☆ کیا مردے سنتے ہیں؟

کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی انسان کے جسم سے روح نکل جاتی ہے تو کیا روح نکل جانے کے بعد بھی وہ سننے کی طاقت رکھتا ہے؟ کیا ہماری آواز اس کے کانوں تک پہنچتی ہے؟ آیئے احادیث کی روشنی میں اس کا جواب سنتے ہیں۔

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2873 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے بدر میں قتل

ہونے والے کفار ومشرکین (کی لاشوں کے پاس) کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا:
اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو پورا پایا ہے۔
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کیسے گفتگو فرمارہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں؟ ارشاد فرمایا: جو میں نے کہا ہے، وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں البتہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور اس حدیث میں کفار کے مرنے کے بعد ان کے سننے کا ذکر فرمایا گیا، جب کفار مردے اتنا سنتے ہیں تو مسلمان مردے کتنا سنتے ہوں گے؟ اور مسلمان مردے کتنا سنتے ہیں؟ حدیث سنیے:

حدیث شریف = مسلم شریف (مترجم) میں حدیث نمبر 7087 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ واپس جاتے ہیں تو ان کے قدموں کی چاپ بھی (مردہ) سنتا ہے۔

حدیث شریف = حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فی زیارۃ القبور جلد اول کے صفحہ نمبر 341 (مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی) پر نقل ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے استذکار اور تمہید میں بسند صحیح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی اپنے کسی ایسے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کرتا ہے، تو صاحب قبر اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حدیث شریف = حضرت حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نوادر الاصول کے صفحہ نمبر 75 (مطبوعہ دار صادر بیروت) پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا، اس دم گھٹنے اور اندھیری جگہ سے اس کھلی فضا میں آنا۔

محترم حضرات! میں نے آپ کی خدمت میں چند احادیث پیش کیں، جن سے واضح ہوگیا کہ مردے سنتے ہیں۔ قبرستان سے گزرنے والے کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں، جسے دنیا میں پہچانتے تھے۔ قبر میں بھی اسے پہچانتے ہیں۔ اب اس کی تائید میں علمائے اسلام کے اقوال پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کا ایمان مزید پختہ ہو۔

1 ...... علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ التیسیر شرح جامع صغیر جلد 2 کے صفحہ نمبر 502 (مطبوعہ مکتبۃ الامام شافعی ریاض) پر فرماتے ہیں۔ پاک روحیں جب جسم سے جدا ہوتی ہیں تو ملاء اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کوئی پردہ

نہیں رہتا، سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔

2......کشف الغطاء کے صفحہ نمبر 66 پر نقل ہے۔ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشوراء اور شب برأت کو اپنے گھر آ کر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو! اے میری اولاد! اے میرے قرابت دارو! صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو۔

3......گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات جلد اول کے صفحہ نمبر 716 (مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر سندھ) پر فرماتے ہیں۔ میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے، مومنین کی روحیں شب جمعہ اپنے گھر آتی ہیں اور انتظار کرتی ہیں کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا جاتا ہے یا نہیں۔

4......سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی، پارہ 30 کی آیت، ان کتاب الابرار لفی علیین کے تحت صفحہ نمبر 193 (مطبوعہ مسلم بک ڈپو دہلی ہند) پر فرماتے ہیں کہ ارواح انبیاء، اولیاء اور عام مومن بعض علیین اور بعض آسمان و زمین اور بعض چاہ زمزم میں رہتی ہیں مگر ان روحوں کا قبر سے بھی ایک تعلق رہتا ہے جس کے سبب زائرین، عزیزوں اور

دوستوں کے آنے کا انہیں علم ہوتا ہے اور ان سے انہیں انس حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ مکان کی دوری و نزدیکی روح کے لیے اس ادراک سے مانع (رکاوٹ) نہیں ہوتی۔

5...... برصغیر کی عظیم علمی شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین (مترجم) کے صفحہ نمبر 42 (مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی) پر فرماتے ہیں۔

جب نیک مسلمان انتقال کرتا ہے، نہ وہ گمتا ہے، نہ اس کا کمال ختم ہوتا ہے بلکہ بدستور اسی حال پر رہتا ہے، عوام کا خیال یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم سے گم ہو گیا حالانکہ وہ خدا کی قسم گما نہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ طاقتور اور نفع بخش ہو گیا۔

☆ نوجوان کا قبر کے اندر سے جواب:

تاریخ ابن عساکر جلد 45 کے صفحہ نمبر 190 پر امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیز گار و عبادت گزار تھا، حتیٰ کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نماز عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لیے جایا کرتا تھا۔

راستے میں ایک خوبرو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیے بغیر نگاہیں جھکائے گزر جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ کریم کا یہ فرمان عالیشان یاد آ گیا۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ

ترجمہ: بے شک جب شیطان کی طرف سے پرہیزگاروں کو کوئی خیال آتا ہے تو وہ فوراً حکم خدا یاد کرتے ہیں پھر اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس آیت پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا۔ نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے جب اس آیت پاک کا ذکر کیا تو ایک مرتبہ پھر اس پر خوف خدا کا شدید غلبہ ہوا اور اس سے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔

راتوں رات ہی اس کے غسل وکفن ودفن کا انتظام کردیا گیا۔ صبح جب یہ واقعہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اوراس سے فرمایا کہ "آپ نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟ (تاکہ ہم بھی اس کے جنازے میں شریک ہوجاتے) اس نے عرض کی: امیر المومنین! اس کا انتقال رات میں ہوا تھا (اورآپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے بتانا مناسب معلوم نہ ہوا) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ وہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مبارکہ پڑھی۔

القرآن: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِۚ

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر میں سے اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا یا امیر المومنین! بے شک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔

محترم حضرات! ان تمام دلائل سے واضح ہوگیا کہ مردے سنتے ہیں اور مرنے کے بعد روح کا تعلق بدن سے کسی نہ کسی طرح رہتا ہے اور یہ سب اللہ

تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔اب آیئے آخر میں آپ کی خدمت میں مردوں کو ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی بھی جو برکتیں ملتی ہیں، ان کا بھی ذکر کرتا ہوں تا کہ آپ کے ذہن میں مکمل بات بیٹھ جائے اور صحیح اسلامی عقیدہ واضح ہو جائے۔

☆ایصال ثواب اور دعا سے میت کو فائدہ:

حدیث شریف = طبرانی معجم اوسط جلد اول کے صفحہ نمبر 509 پر حدیث نمبر 1879 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت، اُمّت مرحومہ (رحم کی گئی اُمّت) ہے۔ یہ اپنی قبروں میں گناہ گار داخل ہوگی اور قبروں سے نکلے گی تو اس پر گناہ نہیں ہوں گے۔اس کے لیے مسلمانوں کے استغفار کرنے کے سبب گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ میں حدیث نمبر 1004 نقل ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور وصیت نہ کر سکیں۔ میرے خیال میں اگر انہیں بولنے کی مہلت ملتی تو وہ صدقہ

کرتیں۔اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں اس کا ثواب (قبر میں) ملے گا؟ارشادفرمایا:ضرور ملے گا۔

☆مرحومین کوایصال ثواب پہنچنے پرخوشی اورنہ پہنچنے پرغم:

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم اوسط میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اوراس کے عزیز واقارب اس کے لیے صدقہ وایصال ثواب کرتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نورانی طشت میں رکھ کراس مردے کے پاس لے جاتے ہیں اورقبر کے کنارے کھڑے ہوکر پکارتے ہیں کہ اے قبر کی گہرائی میں رہنے والے! تمہارے گھر والوں نے یہ تحفہ تمہیں بھیجا ہے۔اسے قبول کرلو۔مردہ اسے حاصل کرکے خوش ہوگا اوردوسروں کوخوشخبری سنائے گا۔اس کے پڑوسیوں میں جس کے لیےکوئی ہدیہ(ایصال ثواب)نہیں بھیجا گیا ہوگا۔وہ یہ سن کررنجیدہ اورمغموم ہوگا۔

محترم حضرات!آپ نے احادیث سنیں کہ مردہ کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس نے ہمیں ایصال ثواب کیا اورکس نے ہمیں ایصال ثواب نہیں کیا،جنہوں

نے ایصال ثواب کیا، ان کے مرحومین قبر میں خوش ہوتے ہیں اور جنہوں نے ایصال ثواب نہیں کیا، ان کے مرحومین قبر میں غمگین ہوتے ہیں۔ اس پورے بیان سے آپ نے باآسانی سمجھ لیا کہ ہر انسان کے جسم کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور خصوصاً اللہ کے نیک بندوں کا تو کفن تک سلامت رہتا ہے اور وہ اپنے چاہنے والوں فیض بھی دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہمیں صحیح اسلامی عقیدے پر کاربند رکھے، بدعقیدگی اور بدعقیدہ عناصر کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ